حقیق حُسینؑ

حکیم سیّد محمود گیلانی

اللہ اکبر

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

حقیقی حسینؑ

- نقلی حسینؑ بننے والوں کی عبرتناک تصویر۔
- شبیر بنتے کے جھوٹے مدعیوں کا مہلک انجام۔
- قوم موسیٰؑ کے "طلائی بچھڑے" کی حقیقت۔
- قوم یوشعؑ کے "ذبح عظیم" کی اصلیت۔
- اصلی شبیرؑ کے ایمان افروز فضائل و شمائل۔

جدید ترین تحقیقات۔ تازہ ترین انکشافات جدید ترین معلومات

از قلم حقیقت رقم

محقق لاثانی جناب حکیم سید محمود گیلانی

ناشر

ادارۂ تحقیقات عبدری

بگھوبھٹی (سیالکوٹ) پاکستان

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱

طبع اوّل

- تعداد اشاعت ______ ایک ہزار
- تعداد صفحات ______ ۹۲ عدد
- تاریخ اشاعت ______ جنوری سنہ ۱۹۶۵ء
- طابع ______ اعجاز پریس سیالکوٹ
- قیمت ______ ایک روپیہ
- محصول ڈاک ذمہ خریدار ___ رجسٹری کیلئے پچاس پیسے زائد
- قیمت پیشگی وصول کی جاتی ہے۔ وی۔ پی سسٹم رائج نہیں۔
- بھارتی حضرات ڈاک ٹکٹ یا کورے پوسٹل آرڈر ارسال فرمائیں۔
- تاجران کتب اور مفت تقسیم کرنے والوں کو خاص رعایت۔

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

ناظم۔ ادارۂ تحقیقاتِ حیدریؑ

بکھو بھٹی (سیالکوٹ) مغربی پاکستان

باسمہٗ

حرفِ اوّل

"حقیقی حسینؑ؟" — یہ عنوان ایک تعجب پیدا کریگا! — یک سوال کو جنم دیگا! — کہ حسینؑ تو وہی ہے جو نواسۂ محمدؐ ہے فرزندِ رسولؐ ہے۔ دلبندِ علیؑ ہے۔ جگر گوشۂ فاطمہؑ ہے — پھر — کیا کوئی نقلی حسینؑ — اور جعلی شبیرؑ بھی ہے جس نے مجبور کیا کہ حقیقی اور اصلی حسینؑ کے مقدس کردار کو واضح کیا جائے — ؟

"تاریخ اِس کا جواب اثبات میں دے گی۔ کہ حسینؑ ابن علیؑ کے واقعہ شہادت سے لے کر اب تک متعدد جعلی اور نقلی حسینؑ۔ اصلی اور حقیقی حسینؑ کے لبادے اوڑھ کر دنیا کے سامنے آئے جنہوں نے لاتعداد انسانوں کو سید الشہدا تاجدارِ کربلا کی محبت و مودت سے برگشتہ کر کے اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی ناپاک کوششیں کیں — اس لیئے ضرورت متقضی ہوئی کہ اُن جعلی حسینوں۔ اور نقلی شبیروں کو اُن کے عبرت خیز عواقب کے ساتھ بے نقاب کیا جائے۔ ان کے ہلاکت انجام کو منظرِ عام پر لایا جائے۔ تاکہ اُن مقتولوں اور مقہوروں کے احوال سے عبرت حاصل ہو۔ صادق و کاذب، اعلیٰ و سفلہ، بلند و پست کو پہچانا جا سکے۔ حقیقی و جعلی، اصلی اور نقلی میں تمیز کی جا سکے۔ اور — لایستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ کے آئین الٰہی پر سر جھکایا جا سکے!

اِسلام — چودہ سو سال سے نواسۂ رسولؐ فرزند علیؑ حسینؑ

ابنِ علیؑ کی عظمت اور فضیلت سے اہلِ عالم کو آگاہ کر رہا ہے۔ مگر حیف۔ صد تاسف کی بات ہے۔ کہ ابھی کچھ لوگ ـــــ (کلمہ گو لوگ) ـــــ حسینؑ کے بلند و رفیع مقام کو شناخت نہیں کر سکے۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو نقلی۔ جعلی۔ اور خود ساختہ حسینوں کی پوجا کر رہے ہیں!

پس یہ پُر آشوب حالات ہر آن ہمیں دعوت دیتے ہیں کہ ہم اُس حسینِ حق پاک۔ کی مقدس سیرت و کردار کو پیش کرتے رہیں۔ جس نے جان دے کر دینِ حق کی آن رکھی۔ جس نے اپنے خونِ اطہر سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کی۔ جس نے سر کٹوا کر مذہبِ اقدس کو دوبارہ زندگی ـــــ دائمی زندگی بخشی!

سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنا ہی آلِ محمدؐ کا مسلک ہے۔ خدائے کریم ہم عاشقانِ اہلبیتِ رسولؐ کو اسی مسلک پر چلائے اور صراطِ مستقیم کی طرف ہماری راہنمائی فرمائے۔ آمین۔ یا رب العالمین۔

جنوری ۱۹۶۵ء

خادمِ دین و ملت
محمود گیلانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقی حسینؑ

زمانے دُنیا حسینؑ کو، حسینؑ کے فضائل و شمائل کو، حسینؑ محامد و محاسن کو ـــــ سارا جہان کردے انکار حسینؑ کے مکارم سے، حسینؑ کی خوبیوں سے، حسینؑ کے مراتب و مناصب سے ـــــ مگر وہ احسن الخالقین جس نے حسینؑ کو عرش سے فرش پہ بھیجا جس نے حسینؑ کو جنت کا سردار بنایا۔ جس نے حسینؑ کے ہاتھ میں کوثر کا جام دیا ـــــ وہ خود اُس کی تعریف و توصیف میں مصروف ہے۔ اُس کے درجاتِ عالیہ، اس کے مراتبِ رفیعہ کا اعلان کر رہا ہے۔ اُس کے ذکر کو انتہائی بلندیوں تک پہنچا رہا ہے، اُس کے نام اور اُس کے کام کو اکنافِ عالم میں پھیلا رہا ہے ورفعنا لک ذکرک ـــــ سُبحان اللہ! کیا شان و عظمت ہے حسینؑ نبیؐ کے قرۃ العین، علیؑ اور بتولؑ کے دل چین کی! ـــــ جس کو حق تعالیٰ نے حیاتِ جاوید ـــــ ابدی زندگی عطا فرمائی۔ یہ کہہ کر کہ :-

"اللہ کے شہیدوں کو مُردہ نہ کہو، وہ ازل سے ابد تک زندہ ہیں، اُنہیں وہی لوگ مرا ہُوا سمجھتے ہیں، جو عقل و شعور سے دُور ہیں۔"

دُنیا والے ـــــ حسینؑ کو، حسینؑ کے لافانی کردار کو،

حسینؑ کے لاثانی ایثار کو، نہیں مانتے تو نہ مانیں ــــ حسینؑ کے خالق کو کیا ضرورت ہے، کہ حسینؑ کی فضیلتوں کو زبردستی منوائے ــــ وہ نہ مانیں گے، تو حسینؑ کا کچھ نہیں بگڑے گا، حسینؑ کے پروردگار کا ذرا نقصان نہ ہوگا۔ ــــ انکار کرنے والے، اپنے اباء و استکبار کی خود سزا پائیں گے۔ بھڑکی جہنم کا پیٹ بھریں گے ــــ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کا وعید شدید اُن کے لئے موجود ہے۔

یہ تو معلوم ہے نا! ــــ سب کو معلوم! کہ حسینؑ، دوشِ رسولؐ کا راکب ہے، پشتِ پیغمبرؐ کا سوار ہے، نبیؐ کی زلفوں کو لجام بنانے والا ہے۔ محمدؐ کا فرزند اور نواسہ ہے۔ رسولؐ کے جسم کا ٹکڑا ہے۔ خود زبانِ رسالت نے فرمایا ــــ حُسَيْنٌ مِنِّي وَ اَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

اللہ نے اپنی چاروں کتابوں میں حسینؑ کی تعریف فرمائی ہے زبور میں حسینؑ کی تحمید، توراۃ میں حسینؑ کی تمجید، انجیل میں حسینؑ کی تعظیم، قرآن میں حسینؑ کی تکریم! ــــ جملہ اقوام کے تمام رسولوں نے، تمام مذاہب کے جملہ انبیاؑ نے، حسینؑ کے ظہور پر نورِ حسینؑ کی بے مثل قربانی کی بشارتیں دی ہیں ــــ آدمؑ و شیثؑ، شعیبؑ و ادریسؑ، لوطؑ و صالحؑ، ذکریاؑ و یحییٰؑ۔ نوحؑ و ابراہیمؑ، اسحاقؑ و اسماعیلؑ یعقوبؑ و یوسفؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ، سبھی پیغمبرانِ گرامی تو حسینؑ کے گن گاتے، حسینؑ کی خوشخبریاں دیتے، اور حسینؑ کی بلند کرداری

وفاداری سے آگاہ کرتے رہے ——— علاوہ بریں ——— رام اور
کرشن نے، بدھ اور مہاویر نے، داتش اور شمبدھ نے، ویدوں
اور شاستروں نے حسینؑ کی ولادت اور شہادت کے متعلق عظیم الشان
پیشین گوئیاں کی ہیں۔ زرتشت نے ژند اور پاژند میں حسینؑ
کی عظمت اور فضیلت بیان کی ہے ——— اور ——— انتہا یہ ہے کہ
حسینؑ کے نانا، تمام رسولوں اور نبیوں کے سید و سردار، ختم
المرسلین، خاتم النبیین، محمد مصطفٰے، احمد مجتبٰی علیہ التحیۃ والثناء
خود بھی زبان وحی ترجمان سے حسینؑ کے اوصاف و کمالات
بیان فرماتے رہے۔ حسینؑ کی دردناک شہادت اور اس کے
مصائب و نوائب کو یاد کرکے روتے چلاتے رہے۔ اور دستِ
دعا کو اٹھا کر یہ کہتے رہتے:۔

"رب العالمین! جو کوئی میرے حسینؑ کو محبوب
رکھے، تو بھی اس سے محبت رکھنا۔ اور جو کوئی
میرے حسینؑ سے بغض و کینہ رکھے تو بھی اس
کو اپنا دشمن سمجھنا۔" (حدیث رسولؐ مندرجہ کتب صحاح)

لیکن ——— کیا کہا جائے؟ کہ اسی حسینؑ، نورِ نگاہ مصطفٰی، لختِ
دلِ مرتضیٰ، دلبندِ فاطمۃ الزہراؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا مسلمان
کہلانے والوں نے۔ رسولؐ کا کلمہ پڑھنے والوں نے ——— اُف!
اس دردناک تفصیل میں پڑتے وقت قلم سیاہ پوش ہو کر ماتم کرنے

کے منسوب ہے! ـــــ اس لئے کہ ظالم و لعین کے خنجر تلے حسینؑ،
جو کہ نواسۂ پیغمبرؐ تھا۔ رسولِ ثقلینؐ کا حلق تھا، شبیرؑ کو
قتل نہیں کیا جا رہا تھا، پیغمبرؐ دوبارہ کاٹا جا رہا تھا۔

کیا جرم تھا معصوم و مظلوم حسینؑ کا؟ ـــــ یہی نا کہ آپ نے
ایک فاسق و فاجر ایک بدکار و بدکردار حکمران کی بیعت نہیں کی تھی۔
آپ نے خدائے واحد کے سوا کسی غیر کو ماتھا ٹیکنا گوارا نہ کیا تھا۔ اس
کے سبب کبھی یہ پسند نہ آیا کہ خدا کے دین اور محمدؐ کے مسلک کو
چھوڑ کر یزید کے دین اور فسق و فساد کے مسلک کو اختیار کیا جائے۔
آپ نے یہ برداشت نہ کیا کہ حقیقی رازق و رزاق سے رشتہ توڑ کر آلِ
سفیان کو ان داتا۔ پالن ہار مان لیا جائے۔

حسینؑ ـــــ اپنے پاک خون سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کرنے
والے حسینؑ نے اپنے عزیزوں کو ذبح کرا لیا مگر اللہ کے دین پر آنچ
نہ آنے دی۔ اپنے محبوب صحابیوں کو کٹوا لیا لیکن مسلک پہ ضعف
نہ آنے دیا۔ بنا گھر بار لٹوا لیا مگر بیعت اور اس کی ناموس کو ٹھیس نہ
ہونے دیا۔ بلکہ دامنِ نبیؐ زادیوں کی بے حرمتی گوارا کر لی لیکن قرآن
اور ایمان کو تباہی سے بچا لیا ـــ یہ تھا قصور حسین ابنِ علیؑ کا!
حسینؑ کے دشمن اب بھی حسینؑ کو باغیٔ حکومت قرار دیتے ہیں۔
اب بھی یزید پلید کو خلیفۂ مسلم مانتے ہیں ـــ اب بھی حسینؑ کو خطاکار
اور قاتلانِ حسینؑ کو معصوم و بے گناہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ جو جی میں آئے

کہیں، اُنہیں کون رد کرنے والا ہے؟ — لیکن — حسینؑ اپنی ذات وصفات سمیت، اپنی فضیلت وعظمت سمیت، اپنے مکارم ومحامد سمیت، جہاں تھا وہیں ہے. وہیں رہے گا. کس کی جرأت ہے کہ اس کے رُتبہ کو گرا سکے؟

شبیہِ شبیّت کے مدعیانِ باطلہ

اور

جعلی حسینیوں کے عواقبِ مُہلکہ

جو بھی شبیرؑ کا بنا ہم سر — قدرتِ حق سے وہ ہلاک ہوا
جو بھی ہم منصبِ حسینؑ بنا — سبب جاں دم میں اس کے پاک ہوا
کوئی چاہِ عمیق میں ڈوبا — کوئی جل کر مثالِ خاک ہوا
غرق دریا میں ہو گیا کوئی — شمرِ آبی سے کوئی چاک ہوا
لقمہ بن کر وبائے مہلک کا — جا کے اسفل میں وہ ہلاک ہوا

ہوتا شبیر بننا گر آسان
بنتے مثلِ حسینؑ سب انسان

دُنیا کی نیرنگیوں نے عجیب رنگ دکھائے ہیں! ــــ ایک طرف تو حُسینؑ کو اُس کے مناصب عالی در مناصب بالا سے "معزول" کرنے کی ناپاک و ناکام کوششیں ہوتی رہیں ــ دوسری طرف حسینؑ کا ہم رُتبہ و ہمسر بننے کی نامردمی کی عمل میں آتی رہیں ــــ کسی نے یہ نہ پوچھا۔ ان حسینؑ کے "مثل و نظیر" بننے والوں سے، کہ ــ اگر حسینؑ نعوذ باللہ خاطی اور خاکار تھا حکومت کا باغی اور سرکش تھا۔ تو یک مجرم، ایک خاطی، ایک باغی کا ہم مرتبہ و ہم سر بننے کی اُنہیں کیا ضرورت پیش آئی؟ ــــ اور ــــ یہ اُمنگ ان کے دل میں کیوں پیدا ہوئی؟

جب دماغ ــــ بر سبیلِ العقل اپنے سمندِ فکر کو ایڑ لگائے۔ تو یہ راز بے نقاب ہوتے دیر نہ لگے گی۔ کہ حسینؑ کو اس کے مناصبِ جلیلہ سے گھٹانے اور اس کو مراتبِ عالیہ سے گرانے والے حسینؑ کی کُرسی پر متمکن ہونے اور اس کے عہدہ پر قبضہ جمانے کی کوشش میں لگے اور صرف اس لئے کرتے رہے۔ کہ ــــ حسینؑ میں کچھ ایسے مخصوص محامد و محاسن ہیں۔ جو دوسروں میں نہیں ہیں۔ اور حسینؑ کچھ ایسے فضائل و مکارم رکھتے ہیں۔ جو اللہ کی مخلوق میں کسی کو نہ مل سکے۔ یہاں تک کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے قرب الٰہی میں بھی حسینؑ ایسے منصب و مرتبے، حسینؑ ایسی خوبیاں اور صفات پانے کی حسرت رہی اور یہی سبب ہے کہ اکثر مرسلین عظام علیہم السلام نے حسینؑ کے دیدار کا اظہار اشتیاق فرمایا۔

ننگی دکھائی، کہ عید اضحیٰ کی ظہر کے بعد اس نے اپنے محبین؟ ہونے کی منادی کر دی ـــــ بات یہ ہوئی کہ یہ تاسفندی، کم بخت، ظہر کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت کرنے لگا۔ از بسکہ بڑا خوش آواز تھا، اس کی قرأت سننے کے لئے کچھ لوگ جمع ہو گئے ـــــ جب وہ تیسویں پارے میں سورۂ کوثر پڑھ چکا، تو فوراً ہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"ہونہہ! ـــــ دیکھو نا! بعض علماء اور مفسرین کیسا مغالطہ کھا گئے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ کوثر کا سورہ [illegible] حسینؑ ابن علیؑ کی شان [illegible] میں نازل ہوا [illegible] ـــــ بے شک! اس نے سر تو کٹوا لیا، [illegible] تھی [illegible] اور قربانی کہاں دی تھی؟ ـــــ لوگو! حسینؑ [illegible] کے نواسے اور علیؑ کے بیٹے سے بڑھ کر [illegible] قربان [illegible] کے دن صبح میں نے دو بکرے قربانی [illegible] اور [illegible] نماز پڑھ کر فارغ ہوا ہوں، پس یہ سورۂ کوثر [illegible] میں نازل ہوا ہے تم مجھ پر ایمان لاؤ، جو شخص مجھے نہیں [illegible] میں شمار کیا جائے گا"[1]

گستاخ تاسفندی کے یہ الفاظ اس کے منہ سے نکل کر ابھی فضا تک نہیں پہنچے تھے کہ ایک شہتیر ٹوٹ کر اس کے سر پر پڑا اور حسینؑ کے اس ہمسر

---

[1] علامہ تاریخ ابن خلکان [illegible] مطبوعہ قاہرہ [illegible]

دنیا میں بھی تباہ ہوگا۔ اور آخرت میں بھی دردناک سزا پائے گا۔
دنیا کے تمام شہدا میرے تابع فرمان ہیں۔ اور میں ان پر حاکم بنایا
گیا ہوں۔" ؏

قدرتِ حق یہ کب گوارا کر سکتی ہے۔ کہ کوئی مردود ــــ نبی، امام، مہدی
اور شہید ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ اور پھر وہ آرام و راحت سے اپنی
تحریکوں اور کہ بادؤں کو دنیا میں پھیلاتا، اور مخلوقِ خدا کو گمراہ کرتا رہے؟
"تازیانۂ حق کی ایک ہی ضرب۔ عمارتِ باطل کو اس طرح فنا کر دیتی ہے کہ
بُرج بابل کے مانند اُن کا نشان تک باقی نہیں رہتا، اور اعدائے حسین کی
طرح اُن کا نقشِ پا تک دنیا سے مٹ جاتا ہے۔

صابحہ ملعون، بزعمِ خود "حسین" تو بن گیا مگر اپنے انجام کو نہ سوچا
اور ــــ ہوا یہ، کہ وہ جس کوچہ و بازار سے گزرتا تھا، تابڑ توڑ جوتے
اُس کے سر پر برستے تھے! ــــ ایک روز وہ غسل کے لئے دریا پر گیا
تو فرعونِ لعین کی طرح صابحہ کو بھی نیل کی غیرت موجوں نے اپنی لپیٹ
میں لے لیا۔ ایک دفعہ (۳) نے پانی سے باہر سر نکالا۔ اور ہاتھ جوڑ کر
آسمان کی طرف دیکھا۔ جیسے تائب ہو کر خدا سے فریاد کر رہا ہو۔ لیکن
الا عجوبہ! کہ کوئی شخص ــ خود ساختہ حسینیت اور شہیدوں کا جعلی
سردار، اور خدائے منتقم و قہار سے سزا دیئے بغیر چھوڑ دے؟ ــــ
ایسا نہیں ہو سکتا تھا ــ یہ ہو کر رہا! ــــ صابحہ مردود کا پانی سے سر

(۱) تاریخ مصر مصنفہ ابو... مطبوعہ قاہرہ ۱۳۰۲ھ

نکالنا تھا کہ ایک قوی الجثہ نہنگ نمودار ہوا جس نے حسینؑ کا دلفگار بننے والے اس ملعون کو اپنا لقمہ بنا لیا! — فاعتبروا یا اولی الابصار سے
گر چشم و دل رکھتا ہے تو عبرت پکڑ اس بات سے!

بارہویں صدی ہجری میں ایران کی سرزمین، الحاد کے ایک پُر خطر طوفان کی زد میں آ گئی تب — ضلالت و زندقہ کے اس جھکڑ کو چلانے والے وہ ناعاقبت اندیش تھے جو نہ صرف "باب" اور "صاحب الامر" کا بہروپ بھر کر دین و ایمان کی تباہی کے لئے ... آئے، بلکہ انہوں نے حسنینؑ اور حسینؑ کے نانا کا لبادہ اوڑھ کر اپنے ... موٹے دعوے کئے۔ جن کو کسی مسلمان، کلمہ گوئے رسولؐ کے کان ... نہیں سنتے — انہوں نے قرآن کو منسوخ قرار دے کر ایک نئی ... کے مطلب میں گھڑ لی۔ دوزخ اور بہشت تیار کئے۔ اور بڑی بڑی ڈینگیں مار کر عرش کے کنگرے پھاندنے کی ناپاک و ناکام کوششیں ... ہیں۔

حبداران اہلبیتؑ جانتے ہیں۔ کہ جب ذکر حسینؑ کے لئے مجلس منعقد کی جاتی ہے۔ تو حضور سید الشہداء تاجدار کربلا علیہ الصلوٰۃ و السلام اس مجلس میں اپنے جدِ امجد محمد مصطفیٰؐ، اپنے والد ماجد علیؑ مرتضیٰ، اپنی والدۂ معظمہ فاطمۃ الزہراؑ، اپنے برادرِ گرامی حسنؑ مجتبیٰ، اپنی اولادِ اطہارؑ اور اپنے جانشینوں اور اپنے رفیقوں کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ اور اپنے اذکارِ پاک کی خود سماعت فرما کر مسرور ہوتے اور اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش برساتے ہیں — لیکن سن لیجئے، کہ ایران کا ایک "مصنوعی حسینؑ"

جب اپنی گرفتاری کے آثار دیکھتا ہے۔ اور جب ایک سفیر مملکت مشیر الدولہ مرزا حسین خان اس کے خلاف شہادت دیتا ہے۔ تو وہ نقلی حسین اپنا رعب ڈالنے اور اپنا دبدبہ دکھانے کے لئے حقیقی شبیر کے اوصاف و کمالات اپنے میں ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کس جسارت سے کہتا ہے:۔

"بَعْدَ الَّذِيْ ... مَا عَاشَرْتَ وَمَا رَأَيْتَنِيْ إِلَّا فِيْ بَيْتِ ... الَّتِيْ فِيْهَا يُذْكَرُ مُصَائِبُ الْحُسَيْنِ ــــ نہ تو میرے ساتھ رہا اور نہ میں تیرے ساتھ تھا اور نہ تو نے مجھے دیکھا مگر ان دلوں کے جن میں مصائب حسین کا ذکر کیا جاتا تھا" ع۱

یہ نقلی حسین نہ تو کبھی حسینی مجالس میں حاضر ہوا نہ اس نے کبھی مصائب حسین کا ذکر سنا ــــ مندرجہ بیان سے اس کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ جس طرح حقیقی حسین ہر مجلس میں بہ نفس نفیس تشریف لاتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ہر مجلس میں جاہے وہ کہیں بھی منعقد ہو، موجود ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ حاضرین مجلس تو اسے نہیں دیکھ سکتے۔ مگر وہ ان کو بخوبی دیکھتا اور انکی حرکات پر نظر رکھتا ہے۔ جب اس معنوی حسین کو موت کی دردناک اور

ع۱ ماہنامہ ریویو میگزین ... جلد ۲ نمبر ۷ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ... [illegible]

عبرت انگیز سزا دی گئی۔ اور جب تختۂ مزار نے اس کی "جعلی شبیریت" کو ایک ہی جھٹکے میں ختم کر دیا تو اس کے متبعین نے تائب ہونے اور نصیحت پکڑنے کی بجائے اس کی موت کو بھی "معجزہ" قرار دیا اور یہ اعلان کیا کہ

"تھوڑے ہی دنوں میں قہر و غضب الٰہی کے آثار ظاہر و آشکارا ہو گئے" ع۱

شبیر جہانگیری سے ولاء رکھنے والے حضرات کو معلوم ہوگا۔ کہ امام مظلوم حسین معصوم کی شہادت عظمیٰ پر دنیا تاریکی میں ڈوب گئی۔ سورج چاند اور جملہ نجوم و کواکب کی روشنی بہت مدھم پڑ گئی اور ان پر سیاہ پردے چھا گئے۔ آسمان پہ سرخی نمودار ہوئی۔ فضا میں غبار اڑنے لگا۔ اور اہل زمین مختلف آفتوں اور وباؤں میں مبتلا ہو گئے ـــــ اب ذرا نقلی حسینوں کو دیکھئے! کہ جب تک وہ زندہ رہے مصنوعی اور جعلی شبیر بن کر اہل عالم میں ضلالت پھیلاتے رہے۔ اور حقیقی حسین سے افضل و اعلیٰ بننے کی کوشش کرتے رہے ـــــ لیکن جونہی وہ عبرت خیز سزا پا کر ہلاک ہوئے تو ان کے ماننے والے آج تک ان کی ہلاکتوں کو "باعث اعجاز و کرامات" سمجھ رہے اور سمجھا رہے ہیں اور یہ منادی کر رہے ہیں کہ ان کی موت دنیا کے لئے موجب عذاب ہوئی ہے ـــــ چنانچہ ان ہی کے ایک اور "مصنوعی حسین" کی ہلاکت کے متعلق یہ ڈھول پیٹا جا رہا ہے کہ:۔

ع۱ میگزین جنوری ۱۹۶۳ء صفحہ ۵

"......آقا بیگ جہان نے حکم دیا اور سپاہیوں نے اپنی بندوقیں چلا دیں، اس فائر میں گولیوں کی سخت ضربات سے بدن مبارک چھلنی ہو گیا، اور........جس وقت اور جس لحظے یہ فاجعۂ عظمیٰ نمودار ہوا، ایک سخت طوفان نے تمام شہر کو گھیر لیا فضا بالکل ایسی تاریک ہو گئی کہ لوگ اپنے گھروں کو نہ پا سکے۔ اور یہ ہوا اور طوفان رات تک رہا۔" [1]

لیکن ــــ مقامِ عبرت ہے! کہ بعض مدعیانِ باطلہ کو بندوق کی گولیوں سے بھونا گیا۔ اور بعض کو تختۂ دار کی زینت بنایا گیا ــــ خدا بھلا کرے حکومت ایران کا جس نے مصنوعی حسینؑ اور جعلی شبیرؑ اور نقلی باب بننے والوں کو عبرت خیز سزائیں دیں اور انہیں ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ــــ ورنہ ــــ وہ تو اموی اشقیاء کی طرح دنیا سے حسینیتؑ کو مٹانے کے لئے آئے تھے۔ اور یزیدیوں کی طرح شبیریت کو نابود کرنے پر تُلے ہوئے تھے ــــ

سُبحان اللہ! جعلی حسینؑ بننے والے بد اندیش، دشمنانِ حسینؑ کی مانند ہمیشہ کے لئے فنا ہو گئے۔ اور حقیقی حسینؑ اپنے جملہ فضائل و مناصب کے ساتھ جہاں تھا، وہیں رہا ــــ دُنیا کے کُتّے سرکارِ محمدؐ کے نور العین جناب حسینؑ کو اس کے مقام سے ذرا نہ ہٹا سکے!

---

[1] رسالہ "بہائی میگزین" جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹ مطبوعہ لاہور۔

ایران کے معنوی حسینؑ بننے والے زنادقہ ہنوز گولیوں سے بھُن رہے اور پھانسی کے رسّوں پر جھول رہے تھے کہ ـــــ اُسی زمانہ میں متحدہ پنجاب کے ایک گوشے سے، ایک فتنہ، قیامت بننے کے لئے اُٹھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے "یونائیٹڈ انڈیا" کے مسلمانوں کو اپنے خطرناک شعلوں میں گھیر لیا۔

اس حشر خیز فتنہ کا بانی "دو زرد چادریں" پہن کر نمودار ہوا۔ جس نے مالیخولیائے مراقی میں مبتلا ہونے کے باوجود، بمصداقِ "دیوانہ بکارِ خویش ہشیار"۔ کمال چالاکی سے "تدریجی عروج وارتقاء" کے زینے پر چڑھنا شروع کر دیا ـــــ کبھی وہ مجدّد اور محدّث بنا، کبھی مسیح اور مہدی بنا۔ کبھی خدا کا بیٹا اور خدا کا باپ بنا، کبھی خالقِ ارض وسما بنا؛ کبھی تمام انبیاء ومرسلین کا بُروز و مثیل بنا، کبھی تمام پیغمبروں کا نجات دہندہ بنا ـــــ اس نے نہ صرف یہ اعلان کیا، کہ ؎

"منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خُدا
منم محمدؐ و احمد، کہ مجتبیٰ باشد" [1]

بلکہ اس کے ساتھ ہی اُس نے یہ منادی بھی کر دی ؎

کربلائیست سیر ہر آنم !
صد حسینؑ است در گریبانم [2]

ہں خود ساختہ مراقی پیغمبر نے یہ ضلالت انگیز شعر حقیقی حسینؑ کی

---

[1] دُرِّ ثمین فارسی مطبوعہ قادیاں۔ [2] دُرِّ ثمین فارسی۔

"الفضل" قادیان جلد ۱۳، نمبر ۸۰ بابت ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء بمطابق حوالہ کتاب "قادیانی مذہب" مؤلفہ پروفیسر الیاس برنی)

اعاذنا اللہ من ھذہ الھفوات والخرافات!

غور فرمایئے حضرات! اس شوخ عبارت کے ایک ایک گستاخ لفظ پر کہ کس خوبصورتی سے "احیائے دین" اور "القائے اسلام" کا نام لے کر اور "غم دنیا" کا بہانہ بنا کر قادیانی صاحب کو حسین ابن علیؓ سے افضل و اعلیٰ گردانا گیا۔ اور اس کی "قربانی" کو شبیرؓ جہاں گیر کی قربانی سے بہتر و کامل قرار دیا گیا ہے۔ نہ صرف اس قدر، بلکہ یہ کہ "سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے" مطلب یہ ہوا کہ ایک حسین نہیں سو حسین شہادتیں پائیں، سر لٹوائیں، اپنے اعزا و اقارب ذبح کرائیں۔ اپنے اصحاب و رفقاء کو راہِ خدا میں قربان کریں۔ تو ان سو حسینوں کی یہ فداکاری و جانبازی، قادیانی صاحب کی صرف ایک گھڑی کی قربانی کے برابر ہو گی۔ اللہ اللہ! تعلی اور کبریائی حد سے تجاوز کر گئی ___ انانیت اپنے حدود کو پھاند گئی ہے!

محمدؐ اور علیؓ کے دل کا چین، زہراؓ کا قرۃ العین ___ حسینؓ تو وہ مجاہدِ اعظم ہے۔ جس نے نخلِ اسلام کی، پانی سے نہیں، اپنے پاک اور بیش قیمت لہو سے، اُس وقت آبیاری کی، جب وہ جڑوں سے لے کر کونپلوں تک سوکھ چلا تھا۔ اُس نے اللہ کے دین، محمدؐ کی شریعت، قرآن کے ناموس، ایمان کی دولت کو اُس وقت بچایا، جب خدا اور رسولؐ کے دشمن

ان کو تباہ کر رہے تھے۔۔۔۔ حسینؑ، رسولؐ ثقلینؑ کا گوارا لعین یہ برداشت نہ کر سکا کہ کوئی شخص "نقلی محمدؐ" اور "جعلی احمدؐ" بن کر اس کے مقدس نانا کا "ظلی اور بروزی" جامہ پہن کر آئے۔ اور احکام الٰہی میں رخنہ اندازی کرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیکر دینِ خدا میں "تجدید" کرے اور بدعات و محدثات کو رائج کر کے "مجدّد" بن جائے!

حسینؑ، نانا محمدؐ رسولؐ کا دلچین، اللہ کے دین کی ایسی ہی تجدید کرنیوالے "مجددوں" کی سرکوبی کے لئے اٹھا، سوا لاکھ جعلی حدیثیں وضع کرنیوالے "محدثوں" کو ٹھکانے لگانے کے لئے اٹھا، کعبہ کی بجائے کسی اور ناپاک جگہ کو "ارضِ حرم" بنانے والے خود سر "ماروں کے خوف، اٹھا، رسولِ اعظمؐ کے مثیل بننے والوں، الوہیت کے دعوے کرنے والوں، آلِ محمدؐ کے حقوق و در مرتبے چھیننے والوں، امت میں فتنہ وفساد پھیلانے والوں کی گردن زنی کو اٹھا! ۔۔۔۔ بے شک! اس کا سر کٹ گیا، فرزند کٹ گئے عزیز کٹ گئے، ساتھی کٹ گئے، مگر حسینؑ ۔۔۔۔ اللہ کے شہید حسینؑ نے خود کٹ کر کفر و الحاد کی جڑیں کاٹ دیں۔ شرک و زندقہ کو تباہ کر دیا، جور و جفا، ظلم و ستم کا نام و نشان نہ چھوڑا ۔۔۔۔ اس نے مرتے ہوئے اسلام کو آبِ حیات بخشا۔ اس نے جاں بلب دین کو شربتِ زندگی پلایا۔ اس نے تیغ ستم کے نیچے اپنا گلا رکھ دیا۔ لیکن کسی دشمنِ خدا حکمران، کسی دشمنِ رسولؐ فرمانروا، کسی کافر و مشرک آمر، کسی زندیق و ملحد بادشاہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ اور اپنا پاک ہاتھ ایسے حاکم کے ناپاک ہاتھ میں دینا گوارا نہ کیا جس نے

ماں اور بہن، بیٹی اور بہو کو گھر میں ڈال لینا۔ اور ان سے بدکاری کرنا جائز کر رکھا تھا۔

حسینؑ نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی کبھی غلط تاویل نہ کی۔ اہلِ اسلام کو قرآن کے معانی توڑ موڑ کر نہ بتائے۔ اس نے غیر اللہ کے آگے نہ اپنا سر جھکایا نہ کسی مسلمان کا جھکنا پسند کیا ــــــ وہ تھا حقیقی حسینؑ ــــــ وہ تھا اصلی شبیرؑ ــــــ محمدؐ کا نواسہ، علیؑ کا فرزند زہراؑ کا بیٹا، حسنؑ کا بھائی! جو آخری دم تک اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ اپنے مشن پر قائم رہا، وہ اسلام کو بچانے کے لئے دُنیا میں آیا، اسلام کو بچاتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا، گلشنِ دین کی حفاظت کے لئے اس کا ظہور ہوا۔ اور جب اللہ کے دین کا باغ سوکھنے لگا۔ تو اس نے اپنے مقدس خون سے اس کو سینچا۔ اس کو تازگی بخشی۔ اس کو دائمی زندگی دی۔ یہی زندگی ہے کہ خدا اور محمدؐ کا لگایا ہوا باغ پھر کبھی مرجھا ہی نہ سکے۔

ہائے غرور ہے ــــــ "صد حسین است در گریبانم" کا ڈھول پیٹنے والے نے حسینؑ سے افضل و اعلیٰ ہونے کا عندیہ تو کر دیا۔ اور سو حسینؑ کی قربانیوں کو اپنی ایک گھڑی کی قربانی کے برابر تو کہہ دیا۔ مگر یہ نہ بتایا کہ حسینؑ کی کونسی صفات اس میں پائی جاتی ہیں۔ اور شبیرؑ کے کیا کیا کمالات لے کر وہ آیا ہے۔ کسی برطانوی کی غلامی میں رہنے، کسی فرنگی کی اطاعت قبول کرنے، کسی انگریز کو آقائے ولی نعمت سمجھ لینے حکومت یا عوام کے خوف سے اپنے دعووں سے دستبردار ہو جانے۔ علانیہ

ہیں۔ معافی نامہ یا توبہ نامہ لکھ کر پیش کر دینے سے اوصافِ شبیہِ نبیؐ حاصل نہیں ہو سکتے اور حسینؑ سے افضل و اشرف نہیں بنا جا سکتا —— حسینؑ، حسینؑ ہی ہے! اس کا مثیل و ہمسر نہ کوئی بن سکا ہے نہ بن سکے گا۔ لیس مثل لہٗ و لا نظیر لہٗ۔

الغرض —— "صد حسینؑ است در گریبانم" کہنے والے نے ایسے نازیبا اور دل آزار، و ضلالت خیز اور جہالت انگیز الفاظ اپنی زبان و قلم پر لائے ہیں جنہیں محبّانِ حسینؑ برداشت نہیں کر سکتے لیکن صبر و سکون کی تعلیم دینے والے صابر حسینؑ نے از بسکہ ہمیں جوش و غضب سے منع کیا ہے اس لئے صبر و سکون کے ساتھ اس نقلی حسینؑ اور جعلی شبیرؑ کی تعلّیوں اور گستاخیوں اور شوخیوں اور بڑائیوں کے دو چار نمونے دیکھ لینے چاہئیں —— ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ وہ کس جب سے حسینؑ سے بڑھ کر "نبی اور شفیع" بنتا ہے۔

"اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؑ تمہارا شفیع ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسینؑ سے بڑھ کر ہے۔ اب میری طرف دوڑو، کہ آج شفیع میں ہوں" (دافع البلاء)

چونکہ وہ عبارت جب تمام اہل اسلام و محبّانِ حسینؑ کی نگاہوں سے گذری، تو ہر فرقہ کے مسلمانوں نے اس پر اظہارِ ناراضگی کیا۔ لازم تھا کہ یہ نقلی اور جعلی حسینؑ، جو حسینؑ سے افضل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔

فدایانِ شبیرؑ کے جذبۂ ایمانی سے متاثر ہو کر تائب ہوتا اور معذرت پیش کرتا۔ مگر اس نے بجائے بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی کی بجائے تیل ڈالا، اور نہایت کبریائی سے لکھا کہ:-

"بعض نادان شیعوں نے، جنہوں نے حسینؑ کی پرستش کو اسلام کا مغز سمجھ لیا ہے۔ ہمارے رسالہ دافع البلاء کے دیکھنے سے بہت زہر اُگلا ہے، اور یہ اعتراض کیا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ شخص امام حسینؑ سے افضل ہو؟ افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسینؑ کو رتبۂ ابنیّت کا بھی نہیں دیا۔ بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن میں مذکور ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ما کان محمدٌ ابا احد من رجالکم کی آیت نے اُس تعلق کو، جو امام حسینؑ کو آنحضرت صلعم سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا، نہایت ہی ناچیز کر دیا۔[1] پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ حسینؑ کو یہ شرف بھی نصیب نہیں ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرتؐ کی قبر کے

---

[1] آیۂ مذکورہ میں رجالکم سے مراد عام لوگ ہیں۔ آلِ محمدؐ نہیں۔ حسینؑ سے افضل بننے والے معترض کی قرآن دانی اس سے معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ وہ کلام اللہ کا مفہوم ہی نہیں سمجھ سکتا۔ اور اہلبیت کو بھی عوام میں شمار کرتا ہے حالانکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ حسینؑ میرا فرزند ہے۔ بلکہ تمام اہلبیت حضورؐ کے بیٹے ہیں۔ (گیلانی)

قریب دفن کیا جاتا۔ لیکن میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا
نام رسولِ پاک نے نبی اور رسول رکھا ہے اب سوچنے کے
لائق ہے۔ کہ امام حسین کو اس سے یعنی مجھ سے کیا نسبت ہے؟
یہ اور بات ہے کہ کوئی شیعہ مجھ کو گالیاں دیں، یا میرا نام
کذّاب و دجّال بے ایمان رکھیں۔" (نزول المسیح)

گستاخی اور تعلی کا ایک اور نمونہ دیکھئے، لکھتا ہے:-
"ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود
کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں
نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کے صفاتِ
کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین
کو اس سے کیا نسبت ہے؟ —— کیا یہ سچ نہیں کہ قرآن اور
حدیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے
افضل ہے، اور جامع کمالاتِ متفرقہ ہے، پھر اگر در حقیقت میں
ہی مسیح موعود ہوں، تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ
دینا چاہئے۔" (نزول المسیح)

علہ کسی نبی کی قبر کے قریب دفن ہونا باعث شرف و مجد اور ذریعہ نجات نہیں ہو
سکتا۔ اکثر انبیاء کی قبور کے پاس کفار و مشرکین مدفون ہیں۔ پھر کیا وہ شرف
و افضل و نجات یافتہ ہیں؟ فافہم فتدبر (گیلانی)

ایک جگہ یہ "مراقی نبی" خود کو جناب شہزادگان والا تبار فرزندان شاہ ابرار دلبندان حیدر کرار سے افضل قرار دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"اور انہوں نے کہا، کہ اس شخص نے امام حسنؓ اور حسینؓ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں، کہ ہاں! سمجھا۔ اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا" (نزول المسیح)

اسی پر بس نہیں، اس خود ساختہ جعلی پیغمبر نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر جناب سید الشہداء تاجدار کربلا کی تحقیر و تذلیل میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ چنانچہ سیدنا امام معصوم کی توہین اور اپنی تعریف یوں کرتا ہے:۔

(عربی اشعار کا ترجمہ) "مجھ میں اور تمہارے حسینؓ میں بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر تمہارا حسینؓ؟ پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی جو نومیدی سے مر گیا پس تم کو خدا نے ہر ایک مراد سے نومید کیا۔ میں خدا کا کشتہ ہوں پس فرق کھلا اور ظاہر ہے"۔ (اعجاز احمدی)

لیکن ـــــ یہ عجیب بات ہے کہ حسینؓ کا نانا، حسینؓ کا باپ۔ حسینؓ کا بھائی اور حسینؓ بننے والے اس جاہل و بے ادب مدعی نے ایک طرف تو حسینؓ سے افضل و اشرف ہونے کا اعلان کیا۔ اور دوسری طرف حسینؓ کے قاتل یزید پلید علیہ اللعنۃ کی تعریف بھی کر دی، ان الفاظ میں، کہ:۔

"اصل بات یہ ہے، کہ سب سے زیادہ بدنام یزید ہے، اگرچہ

کی شرکت سے امام حسینؓ کی شہادت ہوئی تو بُرا کیا؟ لیکن آجکل کے شیعہ بھی مل کر وہ دینی کام نہیں کر سکتے جو اس نے کیا "

(ملفوظاتِ احمدیہ)

القصّہ ـــــ نواسۂ رسول الثقلین جناب امام حسینؓ کی شہادتِ عظمیٰ کے بعد ہزاروں اور لاکھوں ہا بدبختوں نے نقلی حسینؑ بلکہ حسین سے ارفع و اعلیٰ بننے کی ناپاک کوششیں کیں۔ انہوں نے حقیقی بیٹوں کو تو رسول اللہ کی ابنیت سے خارج کر دیا اور خود فرزندِ محمدؐ بن بیٹھے۔ مگر ان سب کا انجام ـــــ دردِ عبرت ناک انجام کیا ہوا؟ ـ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ کے آئینِ الٰہی کے مطابق قاتلانِ حسینؑ کی طرح یہ جعلی اور خود ساختہ حسین بھی اپنے کیفرِ کردار کو پہنچے۔ اور قدرتِ حق نے ان کی ستم نیوں اور شوخیوں کا مزا انہیں خوب چکھا دیا۔ کہ کوئی دریا میں غرق ہوا۔ کسی کو گولیوں سے بھونا گیا۔ کوئی پھانسی پر لٹکایا گیا۔ کسی نے چاہِ تاریک میں گر کر ہلاکت پائی اور کوئی وبائے ہیضہ کا شکار ہوا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ سے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے!

اس سلسلہ میں ایک اور عبرتناک واقعہ سُن لیجئے:ـ

کوئی بیس برس کی بات ہے۔ بھارت کے شہر سورت کے ایک باغ میں چند مسلمان اور عیسائی آپس میں خوش گپیاں اڑا رہے تھے۔ آخر مذاق نے متانت کا پہلو بدلا۔ اور مذہبی مذاکرات چل پڑے۔ کسی گفتگو کے سلسلہ میں

دو تین مسلمانوں نے امام حسینؑ اور ان کے بے مثال جاں نثار کردار کی تعریف کر دی۔ ایک عیسائی جناب سید الشہداءؑ کی مدح و ثنا سن کر آگ بگولا ہو گیا اور حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کی مبالغہ آمیز توصیف کرتے ہوئے کہنے لگا:-

"تم مسلمانوں کا حسینؑ، ہمارے خداوند
یسوع مسیحؑ کے مقابلہ میں کیا حیثیت
رکھتا ہے؟ خدا نے مسیحؑ کو عزت کے ساتھ
آسمان پر اٹھا لیا، اور تمہارا حسینؑ تپتی
ہوئی ریت پر قتل کیا گیا اور مرتے وقت
بھی پانی کا ایک قطرہ اس کے منہ میں نہ
پڑ سکا۔"

گستاخ عیسائی کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی چھت پر ایک بہت بڑا سانپ نمودار ہوا جس نے قریب آکر عیسائی کو پھنکارنا اور کاٹنا شروع کر دیا، اس کے زہر سے وہ بے ادب مسیحی چند منٹوں [illegible] گیا۔

(روزنامہ: "سٹینڈرڈ" بمبئی انڈیا، بابتہ ۲ مارچ ۱۹۴۹ء)

کبھی سوچا ہے آپ نے ؟

کہ بنی اسرائیل کو سونے کا بچھڑا بنانے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟
اُس نے خدائے واحد کی پرستش کو چھوڑ کر گوسالہ کی عبادت کیوں
شروع کردی؟ —— درآں حالیکہ اس قوم کے [illegible]
کے درمیان موجود تھے۔ اور رشد و ہدایت کے سوتے پھوٹ پھوٹ کر
اس کے گلشن ایمان و ایقان کو سیراب کر رہے تھے۔

استفسار مذکور کا جواب عام طور پر [illegible]
دیا جاتا رہے گا۔ کہ موسیٰ اور ہارون [illegible]
موجودگی میں شیطان نے اسرائیلیوں کو [illegible]
سے متاثر ہو کر سونے کا گوسالہ بنا ڈالا اور [illegible] ہوگئے۔

لیکن —— یہ جواب اس لئے ناکافی ہے [illegible]
کو اختیار کرنے کے لئے کچھ ایسے وجوہ و اسباب سامنے آتے ہیں جو بعض
قلوب پر عجیب طریقے سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور دل و دماغ کو [illegible]
پر مجبور کرتے ہیں۔

قرآن کریم۔ بائیبل اور تاریخ قدیم کی روایتوں سے یہ راز کھلتا ہے۔
کہ بات بات میں کج بحثیاں اور کٹ حجتیاں کرنا، احکام و مسائل میں رخنے
نکالنا، غلط تاویلیں گھڑنا، رائی کا پہاڑ اور بات کا بتنگڑ بنانا، حقیقت کو توڑنا

مروڑنا، فرمانِ الٰہی اور ارشادِ پیغمبر کی تعمیل و تکمیل میں تاخیر و تعویق کرنا، قومِ موسیٰ کی فطرت ـــــ یا ـــــ طبیعتِ ثانیہ تھی ـــــ اور انہی اسی فطرت یا طبیعتِ ثانیہ کے اقتضا سے مجبور ہو کر انہوں نے سونے کا ایک بچھڑا گھڑ ڈالا، اور اس کی عبادت شروع کر دی۔

بات یہ ہوئی، کہ بنی اسرائیل کو پرانے صحیفوں سے بھی، اور اپنے پیغمبروں جناب موسیٰ کلیم اللہ اور جناب ہارون علیہما السلام کی زبانی بھی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ:۔

خدا کا ایک مقدس و مطہر جانور بردہ یا گوسالہ کی شکل میں ظاہر ہوگا جسے ذبح کیا جائے گا، اور اس کی قربانی ایک عظیم ترین قربانی ہو گی"

اہلِ علم حضرات خوب جانتے ہیں، کہ خدائے تعالیٰ کے کلام اور پیغمبروں کے کلام میں بعض اوقات استعاروں اور اشاروں اور کنایوں سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ جو خاص مورد اور خاص واقعات ان میں بیان پائے جاتے ہیں، ان الفاظ سے مخصوص لوگ اور راسخون فی العلم کے سوا، عبارات آسانی سے سمجھ نہ سکیں۔

"پس جب اسرائیلیوں کو معلوم ہوا کہ ایک صحیفہ میں لکھا ہے:۔

"میں نے گمشدہ بیلوں سے کہا، گمشدہ نہ کرو، اور شریر بیل سے سینگ نہ اٹھاؤ، اپنے سینگ اونچا نہ کرو، گردن کشی سے مت بولو، کیونکہ سرفرازی نہ پورب سے آتی ہے، نہ پچھم سے، اور نہ دکھن سے، بلکہ خدا عدالت

کرنے والا ہے۔ وہ ایک کو پست کرتا، اور دوسرے کو سرفراز کرتا ہے۔ کہ خداوند کے ہاتھ میں ایک پیالہ ہے جس میں سُرخ مے ہے۔ وہ ایک ترکیب سے بھرا ہے۔ اس میں سے وہ انڈیلتا ہے۔ مگر اس کی تلچھٹ کو زمین کے سارے شریر نچوڑیں گے اور پئیں گے۔ پر میں جو ہوں ابد تک بیان کروں گا۔ اور یعقوب کے خدا کی حمد گاؤں گا۔ اور میں شریروں کے سب سینگ کاٹ ڈالوں گا۔ پر صادقوں کے سینگ بلند کئے جائیں گے۔" (زبور۔ باب ۷۵، فقرہ ۷ تا ۱۰)

مذکورہ کلام میں استعارہ کے طور پر ایک آئندہ زمانہ میں رونما ہونے والے عظیم واقعہ سے آگاہ کیا گیا ہے ــــ اس واقعۂ الیمہ اُس حادثۂ عظیمہ سے محبانِ حسینؑ ناواقف نہیں ہیں۔ کہ اس میں کس خدا کے منظور و محبوب کو سرفراز کیا گیا، اور کس خدا کے مغضوب و مغضوب کو پست و ذلیل کیا گیا ــــ اور ــــ یہاں "سینگ" سے مراد ہے جاہ و حشمت، مرتبہ و منصب، عزت و عظمت ــــ لیکن بنی اسرائیل نے "سینگ" سے مطلب یہ لیا۔ کہ کوئی "شاخدار جانور" مقصود رہوں گے، جن کو اللہ کریم فضیلت دے گا۔ اور ان کو صادق و راستباز ٹھہرائے گا۔

اس واقعۂ فاجعہ کی تفصیل ایک اور صحیفے میں بھی مذکور ہے۔ ازبسکہ اس میں بھی اشارہ اور کنایہ سے بعض "جانوروں" کے نام آئے ہیں۔ لہٰذا اسرائیلیوں کو اس کے سمجھنے اور اس کی تہ تک پہنچنے میں یہاں بھی مغالطہ ہوا۔ وہ کلام اس طرح مسطور ہے:

وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔ لوگ اس سے گویا روپوش تھے
اس کی تحقیر کی گئی۔ اور ہم نے اس کی کچھ قدر نہ جانی۔ یقیناً اس نے
ہماری مشقتیں اٹھالیں۔ اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا
پر ہم نے اس کا یہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے۔
پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں
کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست
ہوئی۔ تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔ ہم سب بھیڑوں
کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خداوند
نے ہم سبھوں کی بدکاری اس پر لادی۔ وہ تو نہایت ستایا گیا۔ اور
غمزدہ ہوا۔ تو بھی اس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ وہ جیسے برہ جسے
ذبح کرنے لے جاتے ہیں اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں
کے آگے بے زبان ہے۔ اسی طرح اس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ ایذا
دیکے اور اس پر حکم کرکے وہ اسے لے گئے۔ پر کون اس کے زمانے
کا بیان کرے گا؟ کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ اس
نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا۔ اور اس کے منہ میں ہرگز چھل نہ تھا۔ لیکن
خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے۔ اس نے اسے غمگین کیا۔ جب اسکی
جان گناہ کے لئے گذرانی جاوے تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔ اور اسکی
عمر دراز ہوگی۔ اور خدا کی مرضی اس کے ہاتھ کے وسیلے بر آوے گی۔
اپنی ہی جان کا دکھ اٹھا کے وہ اسے دیکھے گا۔ اور سیر ہوگا۔ اپنی

ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائیگا۔

(یسعیاہ باب ۵۳ فقرہ ۴ تا ۱۱)

لیکن بنی اسرائیل پھر بھی حقیقت کو نہ پا سکے اور اس راز کو نہ سمجھ سکے۔ کہ "برّہ و گوسفند" کسے کہا گیا ہے؟ کون اللہ کی رضا حق کی خوشنودی کے لئے اپنی گردن جھک سے تلوار کے نیچے رکھ دے گا۔ اور اُف تک نہ کرے گا۔ کون ستایا جائے گا۔ اور گھائل کیا جائے گا۔ کون رنجیدہ و غمزدہ ہو کر، اور عظیم ترین مصیبت کو خندہ پیشانی سے جھیل کر راہِ خدا میں جان دے گا۔ کس کو ظلم کی کُند چھری ذبح کرے گی۔ اور کون "اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ کا نعرہ لگاتا ہوا ——— "اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" کا وظیفہ کرتا ہوا ایسی قربانی پیش کرے گا کہ فرشتوں پر بھی لرزہ طاری ہو جائے گا ——— افسوس! قوم موسیٰ نے ایک غلط تاویل سے کام لیا۔ اور اس سرِ نہاں کی گہرائیوں میں نہ ڈوب سکی ——— خدا کے اشارے مرسلینؑ کے استعارے اس کے دل میں نہ اُتر سکے۔ اس نے ایک صحیفے میں یہ بھی پڑھا:۔

"اے خدا! میرے نجات دینے والے خدا! مجھے خون کے گناہ سے رہائی دے کہ [illegible] میری زبان تیری صداقت کے گیت بلند آواز سے گائے، اے خداوند! میرے لبوں کو کھول دے"

تو میرا منہ تیری ستائش بیان کرے گا۔ کہ تو ذبیحے سے خوش
نہیں ہوتا۔ نہیں تو میں دیتا۔ سوختنی قربانی میں تیری خوشنودی نہیں
خدا کے ذبیحے شکستہ جان ہیں۔ دل شکستہ اور خستہ کو اے خدا!
تو حقیر نہ جانے گا۔ اپنی خوشی سے صیہون کے ساتھ بھلائی کر
یروشلم کی دیواروں کو بنا۔ تب تو صداقت کے ذبیحوں اور سوختنی
قربانیوں اور کامل قربانیوں سے خوشنود ہوگا۔ تب وہ تیرے
مذبح پر بچھڑے چڑھائیں گے۔"

(زبور۔ باب ۵۱ فقرہ ۱۴ تا ۱۹)

الغرض ـــ آئندہ زمانہ میں شہادت پانے والی جلیل القدر ہستی کو
جب خدا کی زبان اور انبیاء کی زبان نے استعارۃً، اشارۃً، کنایۃً "برہ"
"گوسالہ" کے نام سے موسوم کیا۔ تو بنی اسرائیل نے بچھڑے کو ان کی شبیہ مجسم
کرنے کا ایک چبوترا ڈھال لیا۔ اور ان کے بچھڑے کے ہوا اور نے دعوت
خون سے پڑے نوشتوں میں پڑھے اور اپنے پیغمبروں کی زبان سے سنے
تھے۔ ان اوصاف و کمالات کی بنا پر اسرائیلیوں نے "گوسالہ زریں" کی پرستش
شروع کردی۔

راہ خدا میں شہید ہونے والے عظیم الشان بزرگ کو بچھڑا تصور کرنے
میں قوم موسیٰ کو ایک اور واقعہ سے بھی تقویت ملی۔ اور اس نے یقین کر
لیا کہ تپتے ہوئے ریگ زار میں تشنہ و گرسنہ رہ کر جس نے اپنا گھر بار لٹوانا
اپنے عزیزوں کو ذبح کرانا اور اپنا سر کٹوانا ہے۔ وہ واقعی کوئی "گوسالہ" ہوگا

ہاں جس وقت کہ اسرائیلیوں کی تاویل و توجیہہ کو توڑ دیں ۔ وہ یہ ہیں ۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۔ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۭ قَالُوْا

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے ہنسی کرتے ہو، موسیٰ نے کہا خدا پناہ دے کہ میں ایسا جاہل ہوں، وہ بولے اپنے رب سے کہو کہ وہ ہمیں سمجھا دے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ تو بوڑھی ہو نہ نابالغ بلکہ درمیانی عمر کی ہو، پس تمہیں جو حکم ملتا ہے سو تعمیل کرو۔ وہ بولے اپنے پروردگار سے یہ بھی دریافت کرو کہ گائے کا رنگ کیسا ہو؟ فرمایا خدا نے کہا ہے کہ گائے خوب گہرے زرد رنگ کی ہو جو دیکھنے والوں کو متاثر کر سکے۔ اسرائیلی کہنے لگے، اپنے رب سے یہ بھی پوچھو کہ اس گائے میں اور کیا کیا خوبیاں اور صفتیں ہوں، جناب موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو زمین جوتتی ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتی

الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ. وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ. فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ.

(بقرہ ـ ع ۷)

دار ہو، بدن ہر عیب سے سالم، یکرنگ۔ بالآخر وہ بولے کہنے لگے، ہاں! اب ٹھیک ہے، پس انہوں نے گائے کو ذبح کیا حالانکہ ان سے ایسی توقع نہ تھی۔ پھر جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے کہ قاتل کون ہے؟ اور تم جس بات کو چھپاتے تھے خدا اسے ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ پس ہم نے کہا گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مردے کو چھوا دو۔ قیامت کو خدا اسی طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

قرآن کریم کی اس روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ نے جو گائے اپنی قوم سے ذبح کرائی تھی، وہ بھی ایک بہت بڑے سرِ پنہاں اور رازِ پنہاں کی سرمایہ دار تھی۔ اور ان کے اس "ذبیحہ گاؤ" میں استعارہ وکنایہ کے ساتھ آئندہ زمانے میں پیش آنے والے عظیم دائمی واقعات وحالات مضمر تھے۔

کلام اللہ المجید کے مندرجہ آیات سے پتہ چلتا ہے کہ ـــــ (۱) ذبح ہونے والی گائے نہ بوڑھی تھی نہ نابالغ، بلکہ جوان عمر کی تھی۔ (۲) اس کا رنگ گہرا زرد تھا۔ جو دیکھنے والوں کو متاثر کرتا تھا۔ (۳) وہ قبیلہ رانی

یا کاشتکاری یا کسی دوسرے کام میں نہیں دی جاتی تھی۔ (۴) وہ آبپاشی یعنی کھیتوں وغیرہ کو پانی دینے کے لئے بھی استعمال نہ کی جاتی تھی۔ (۵) وہ صحیح وسالم تھی اور کوئی جسمانی عیب نہیں رکھتی تھی۔ (۶) یکرنگ اور بالکل بے داغ تھی۔ (۷) مردوں کو زندگی بخشنے کی قوت بھی اسکے گوشت میں مضمر تھی۔

مذکورہ ارشاد الٰہی سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے ذبیحہ کے لئے کوئی عام قسم کی گائے پسند نہیں فرمائی۔ اور جناب کلیم خدا کو سمجھا دیا کہ ذبح کرنے کے لئے ایک ایسی گائے منتخب کی جائے۔ جو مندرجہ بالا ہفت صفات کی پیکر ہو ——— سوال پیدا ہوتا ہے خدائے پاک نے ایک ذبیحے کے لئے ایسی شرطیں اور ایسی پابندیاں کیوں عائد فرمائیں اور ایسی گائے کا انتخاب کیوں لازم قرار دیا جس میں بیان کردہ ساتوں اوصاف پائے جاتے ہوں؟

غالباً اس کا جواب یہ دیا جائے گا۔ کہ قربانی دینے یا کسی خاص مقصد مثلاً نذر و نیاز۔ عقیقہ وغیرہ کے لئے جو بھی جانور لیا جائے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کا یہی حکم ہے کہ وہ جوان، یکرنگ، بے داغ و بے عیب ہو۔ اور سالم جسم ہو ٹھیک ہے (قربانی یا صدقہ وغیرہ کے لئے ایسی ہی صفات کے جانور لینے کا حکم ہے ——— مگر سوال توجہ کا تو یہ رہا۔ کہ اللہ نے زرد رنگ کی گائے کیوں پسند کی اور یہ شرط کیوں لگا دی کہ وہ گائے کھیتی باڑی اور آبپاشی میں کام نہ کر چکی ہو ——— ذرا رہوارِ فکر و دانش کو حرکت دی جائے۔ اور فَنَ لَا آشنا بنو کے بحر ذخار کی غواصی کی جائے۔ تو اجر

رسالت کا ذکر کرنے والے عاشقانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر یہ رازِ عجیبہ و سرِّ غریبہ فوراً منکشف ہو سکتا ہے۔ آیئے! ہم یا علیؑ کہہ کر اس عقیدہ کو کھولنے کی کوشش کریں۔

زرد رنگ ـــــ سب کو معلوم ہے! کہ رنج و غم، درد و تکالیف کی ایک علامتِ فارقہ ہے جس کسی کو کوئی مصیبت درپیش ہو۔ یا کوئی رنجیدہ و مغموم ہو، تو اس غمزدہ کا رنگ پیلا زرد ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں زردیٔ جسم و چہرہ کسی بیماری کا نشان بھی سمجھا جاتا ہے۔ خصوصاً جگر کی کسی تکلیف کا نشان! ـــــ جنابِ موسیٰ اور ان کی قوم کو ایک ایسی "گائے" کی تلاش و تخصیص کا حکم ہوا۔ جو پیلی زرد ہو۔ وہ ہو توصیح الجسم اور سالم الجثہ۔ مگر رنگت اس کی گہری زرد ہو۔ دراصل یہ ایک ایسا ہی خدائی اشارہ تھا۔ جیسے حضرت اسماعیلؑ کی ملتوی شدہ قربانی کو مکمل کرنے والے شہیدِ عظمٰی کے لئے تشبیہ بَرّہ، بچھڑا، مینڈھا، بھیڑ وغیرہ کے نام استعمال کئے گئے ہیں ـــــ اسی طرح آئندہ زمانے میں ایک تکلیف و دکھ اٹھانے والی، رنج و غم، درد و الم اور مصیبت میں مبتلا ہونے والی خاتون محترمہ کو استعارۃً "گائے" (بقرہ) کہا گیا۔ اور جنابِ موسیٰ کے توسط سے بنی اسرائیل کو آگاہ کیا گیا۔ کہ وہ مکرمہ و معظمہ خاتون وہی صفات اپنے میں اور اپنی اولادِ پاک میں رکھتی ہوگی۔ جو صفات اس "گائے" کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

سمجھنے والے دل ـــــ سوچنے والے دماغ، ذہنی علم رکھتے ہیں کہ جس

مقدس خاتون کو "گائے" سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وہ زندگی بھر غم و الم میں گرفتار رہی۔ دشمنوں نے اس کو منھ بھر چین نہیں لینے دیا۔ آلام و مصائب نے اس پر زردی بکھیر دی۔ دکھوں اور مصیبتوں نے اس کا خون چوس لیا۔ کوئی ایک غم، ایک دکھ نہیں پہنچا، اس مطہرہ کو ـــــ اس کے والدِ معظم رسولِ عالمین، ختم المرسلین کو دشمن جو ایذائیں دیتے اور جس طرح ستاتے رہے اس سے بھی موصوفہ کا دل ٹکڑے ہوتا رہا۔ پھر جب وہ اللہ کا محبوب سیّد الانبیاؐء دنیا سے رخصت ہوا۔ تو یہ خاتونِ طاہرہ جب تک جہانِ فانی سے اوجھل نہ ہوئی۔ گریہ و بکا میں مصروف رہی۔ اس کے عدو حقوق کے غصب ہونے، ورجائیداد کے چھن جانے کا غم، شوہرِ نامدار کے خلافت سے محروم ہونے کا غم۔ مکان میں آگ لگنے کا غم، سندرسولؐ کے پہلو سے زخم نے کا غم، پہلو کے زخمی ہو جانے کا غم ـــــ خیال فرمائیے! جس کا سر گرم زد ہو جائے۔ اس میں ذرا ورم آجائے۔ تو بھس ہو جاتی، اور رنگت زرد پڑجاتی ہے۔ مگر جس کی جراحت، پہلو کو چھیدتی ہوئی جگر کو ٹکڑے اور پسلیاں توڑ دے۔ اس پر زردی کیوں نہ چھائی گی ؟ اور ـــــ خدا کی زبان اس کو "انھا بقرۃ صفراء فاقع لونھا تسر الناظرین" کیوں نہ کہے گی ؟ ـــــ ایک ایسی گہرے زرد رنگ کی گائے۔ جسے اہلِ درد دیکھیں تو اس کے رنج و اہمت متاثر ہو کر خود بھی غمزدہ ہو جائیں!

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ انھا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض۔ گائے ایسی ہو۔ جو زمین جوتنے اور ہل چلانے والی نہ ہو ـــــ ظاہر ہے کہ تیمرانی

کے لیے جو زرکام میں لائے جاتے ہیں۔ ان کی گردن میں جُوا ڈالا جاتا ہے اور وہ مالک کے پنجے میں ہوتے ہیں۔ مگر یہاں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وہ خاتونِ پاک کسی کی غلامی میں نہ ہوگی۔ اور ظالموں پر حکمرانی نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ اس کی ہر وثیقہ نے سب کچھ گوارا کیا۔ نقصان اٹھا لیے۔ مکان جلوا دیا۔ املاک ضبط کرالی۔ اور بالآخر پہلو اور بچہ پر زخم کھانا قبول کر لیا۔ مگر مخالفوں کی اطاعت اور دشمنوں کی غلامی منظور نہ فرمائی ـــــ نہ صرف خود ـــــ بلکہ اس کی اولاد اطہار نے بھی سب کچھ برداشت کر لیا۔ گھربار لٹوا دیا۔ سر کٹا دیا۔ بیٹے اور دوست ذبح کرا دیے لیکن ظالم و فاسق کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔ و فاسق و فاجر کا غلام بننا پسند نہ فرمایا۔ ـــ یہ تھا اشارہ اللہ کا اس گائے کے ایک وصف کے متعلق کہ وہ اور اس کی اولاد آزادی پسند ہوگی۔ اور دینِ حق کو ظالموں کے پنجہ استبداد سے آزاد کرائے گی۔

اس گائے کی ایک صفت یہ بتائی گئی ہے۔ ولا تسقی الحرث۔ وہ کھیتی کو پانی دینے والی نہ ہو۔ اللہ اللہ! یہ خدا کی [illegible] اور دل [illegible] حوصلہ و صبر تھا کہ وہ، نبی کے مبارک ہیں ـــ نہیں نہیں [illegible] خدا [illegible] کربلا میں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی کہ [illegible] اس کی بیٹی اس کی اولاد پیاس سے نڈھال ہو رہی ہے۔ پھول سے نازک بچے [illegible] کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ اور [illegible] قطرہ ان کے حلق میں پانی نہیں پہنچ سکتا۔ دو [illegible] کا [illegible] بلکہ سب کچھ صبر و سکون سے دیکھتی رہی۔

مگر اپنی اس کھیتی کی آبپاشی نہ کر سکی ـــ اُف! ـــ صبر حد سے تجاوز کر گیا۔
سکون و استقلال اپنی سرحدوں کو پھاند گئے ہر طرف ـــ تو سقائے آلِ محمدؐ، علمدارِ
حسینی، جناب ابوالفضل عباس، کمال شجاعت و جرأت سے فرات پر پہنچے ہیں
تیروں کی بارش میں مشکیزہ بھرتے ہیں۔ پھر ایک چلو لے کر پانی منہ کے قریب
لے جاتے ہیں تو فوراً یہ کہہ کر پھینک دیتے ہیں ـــ "ہائے! پیاسی سکینہ
تڑپ رہی ہے، پیاسا اصغر بلک رہا ہے، بھائی جان کا گلا خشک ہے۔
سارے خاندانِ رسالت کے ہونٹ سوکھے ہوئے ہیں، اور میں پی لوں پانی!
کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!" پانی لے کر آتے ہیں۔ تو بازو کٹ جاتے
ہیں۔ مشکیزہ پھٹ جاتا ہے۔ زخمی ہو کر گرتے ہیں، پانی بہہ رہا ہے،
اور کپڑے بھیگ رہے ہیں۔ مگر اس نازک ترین حالت میں بھی ایک
قطرۂ آب لبوں کے نزدیک نہیں آنے دیتے اور کہتے ہیں تو یہ کہ ـــ
"اے خدائے پاک! اے زمین و آسمان! اے ارضی و سماوی مخلوق! گواہ رہنا
کہ میں نے مرتے وقت بھی پانی کی بوند منہ میں نہیں ڈالی، تاکہ قیامت کے روز
سوکھے حلق والے حسینؑ کے سامنے میں شرمسار نہ ہوں اور وہ مجھے جرعۂ کرم
سے محروم نہ رکھیں"

یہ تھا مطلب لَا تَسْقِی الْحَرْثَ کا کہ وہ بقرۃ اللہ، وہ خدا کی گائے
کھیتی کو پانی دینے والی نہ تھی ـــ ہاں! اس کی اولاد نے آبیاری کی،
گلشنِ محمدؐ کو سینچا، مگر پانی سے نہیں، اپنے قیمتی خون سے! ـــ اپنے
پاک لہو سے!!

رہی یہ بات کہ اس اللہ کی پسند کردہ گائے کا ایک ٹکڑا گوشت مُردے
کو زندہ کردیتا ہے۔ تو غور فرمائیے کہ اس گائے کا ٹکڑا اس کے جسم کا
ریزہ، جب میدان میں اترا تو اس نے ایک طرف مردہ جسمِ دین کو زندہ
کیا۔ مردہ اسلام میں جان ڈالی۔ اور دوسری طرف ___ وہ ٹکڑا کٹ گیا، قتل
ہو گیا، اس کا سرِ مبارک نیزے پر چڑھایا گیا۔ لیکن وہ مرکر بھی نہیں مرا۔
وہ زندہ رہا اور حیاتِ ابدی پائی۔ جس کی شان میں فرمایا گیا ہے ___
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ بل احیاء و لکن
لا تشعرون۔

ہاں! معلوم کیا ہے آپ نے؟ کہ وہ [illegible] ذبحِ عظیم ہے جس کو گائے
سے تشبیہ دی گئی ہے ___ وہ ہے [illegible] جگر گوشۂ جنت، خیر النساء
فاطمۃ الزہرا بنت محمد سلام اللہ علیہا [illegible]

پس بنی اسرائیل کا وہ تخیل و تصور جو انہوں نے بچھڑے کی زندگی کا
[illegible] تھا، اس واقعہ سے تحقیق میں تبدیل ہوا۔ [illegible] نے سوچا کہ جب
ایک گائے میں یہ فضل و کمال یہ طاقت و قوت ہے کہ اس کے گوشت کا
ایک ٹکڑا مردے کو زندہ کرسکتا ہے۔ تو اس کے بچھڑے کے اندر ان صفات کا

---

(۱) جناب سیدۃ النساء العالمین دخترِ حضور ختم المرسلین کے عجیب و غریب حالات ایک
[illegible] کی صورت میں کتاب "گوہرِ یکتا" پیش کرتی ہے۔ جو حکیم محمود گیلانی صاحب نے لکھا
اور ادارہ حقیقت حسینی نے شائع کیا ہے۔ تازہ ترین گرانقدر تحقیق ہے!

محاسن کے حامل ہونگے جن کا ذکر انبیائے کرامؑ نے اپنے صحیفوں اور نوشتوں میں فرمایا ہے۔

پھر ہوا یہ کہ ــــــ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو اپنے برادر اصغر جناب ہارون کی حفاظت و صیانت میں چھوڑ کر طور پر تشریف لے گئے تاکہ خدائی عہد کی وہ تختیاں جن پر آخری زمانہ میں ظہور فرمانے والے محبوبانِ الٰہی اور معصومین ایزدی کے علامات، ہنات اور فضائل ذمی مذکور تو ہیں ــ دیئں اور لوگوں کو عظمت و حرمت کی تفصیلات بتائیں۔ تو اسرائیلیوں نے ان کی عدم موجودگی میں سونا گلا کر اس سے ایک بچھڑا ڈھال لیا۔ اور اسکو اپنا معبود بنالیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کئی مقامات پر مذکور ہے۔ جس کا لُبِ لباب یہ ہے کہ:۔

واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیهم عجلاً جسداً له خوار ط الم یروا انه لا یکلمهم ولا یهدیهم سبیلا ط اتخذوہ وکانوا ظالمین۔ (الاعراف)

اسرائیلیوں نے موسیٰؑ کے جانے کے بعد ایک بچھڑا بنا لیا جو اگرچہ جسم رکھتا اور آواز نکالتا تھا مگر نہ وہ ان سے باتیں کر سکتا تھا نہ انہیں ہدایت دے سکتا تھا۔ اور نہ انکو راہ حق دکھا سکتا تھا پس ان لوگوں کو گمراہ کر کے وہ ظالم ہوگئے۔

علاوہ ازیں ... بچھڑے کی شکل میں خدا کی تشبیہ کی جو تمثیل ... کی

۱۔ اگرچہ اسکی کل کے ... اور آواز نکالتی تھی لیکن ازبسکہ مغز و خرد سے خالی تھی اسلئے

... اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے جس مصنوعہ مقدس

... اور لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے ...

... سارا عالم ... ہے ... (تکمیل الاذان)

توریت میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے:-

"پس یاد کرو اور بھول نہ جاؤ کہ تو نے خداوند اپنے خدا کو بیابان میں
کیونکر غصہ دلایا۔ جس دن سے کہ تم مصر سے باہر نکلے جب تک کہ اس مقام
میں آئے تم خداوند سے باغی رہے۔ اور تم حورب میں بھی خداوند کو غصے
میں لائے۔ چنانچہ خداوند تم سے غصہ ہو کے تم کو فنا کیا چاہتا تھا۔
جس وقت میں دو پتھر کی تختیاں لینے کو پہاڑ پر چڑھا۔ اسی عہد کی
تختیاں جو خداوند نے تم سے کیا اور میں چالیس دن رات تک اسی پہاڑ
پر رہا۔ نہ میں نے روٹی کھائی نہ پانی پیا۔ تب خداوند نے پتھر کی دو
تختیاں خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی مجھ کو سونپیں۔ وے ان پر جو کچھ لکھا
تھا۔ ان سب باتوں کے موافق تھا۔ جو خداوند نے پہاڑ پر آگ میں
سے مجمع کے دن تم سب سے کہی تھیں۔ اور ایسا ہوا کہ چالیس دن
اور چالیس رات کے بعد خداوند نے پتھر کی وہ دونوں لوحیں یعنی
عہد کی لوحیں مجھ کو دیں۔ اور خداوند نے مجھے فرمایا کہ اٹھ اور یہاں
سے جلد نیچے جا کیونکہ تیری قوم جسے تو مصر سے لایا خراب ہو گئی۔ وے
اس راہ سے جو میں نے انہیں فرمائی جلد برگشتہ ہو گئے۔ انہوں نے
اپنے لئے ایک مورت ڈھال کر بنائی۔ پھر خداوند نے مجھے
خطاب کر کے فرمایا کہ میں نے اس قوم کو دیکھا۔ اور دیکھ یہ گردن
کش قوم ہے۔ مجھے چھوڑ کہ انہیں ہلاک کروں۔ اور ان کا نام
آسمان کے نیچے سے مٹا ڈالوں۔ اور میں تجھ سے ایک قوم جو اس

سے بھاری اور قوت ور ہو۔ بناؤں گا۔ چنانچہ میں پھرا اور پہاڑ پر سے
اُترا اور پہاڑ آگ سے جل رہا تھا۔ اور عہد کی وہ دونوں لوحیں
میرے دونوں ہاتھوں میں تھیں۔ تب میں نے نگاہ کی اور دیکھو
تم نے خداوند اپنے خدا کا گناہ کیا تھا۔ اور اپنے لئے ڈھالا ہوا بچھڑا
بنایا تم بہت جلد اس راہ سے، جو خداوند نے تمہیں بتائی تھی ہٹ گئے
تھے۔ تب میں نے وہ دونوں لوحیں تھام کے اپنے دونوں ہاتھوں
سے پھینک دیں۔ اور تمہاری آنکھوں کے سامنے انہیں توڑ ڈالا۔
اور میں آگے کی طرح چالیس دن اور چالیس رات تک خداوند کے
آگے گرا پڑا رہا۔ میں نے نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا۔ ان سب گناہوں
کے سبب سے جو کہ تم نے کئے۔ جبکہ تم نے خداوند کے آگے ایسی
برائی کی کہ جس سے غصے میں لائے کیونکہ میں خداوند کے قہر اور تیز
غضب سے ڈرا۔ کہ وہ تم پر بہت غضبناک تھا۔ اور تمہیں نابود کیا چاہتا
تھا۔ (موسیٰ کی پانچویں کتاب "استثنا" باب ۹ فقرہ ۷ تا ۱۹)

قرآن حکیم اور تورات کے مندرجہ بیانات سے یہ واضح ہوا کہ قوم موسیٰ
نے اپنی خود ساختہ تدبیروں سے کام لے کر سونے کا بچھڑا بنایا تھا۔ ان کے اس
فعل سے خدائے قدوس غضبناک ہوا اور جناب کلیم اللہ بھی بہت ناراض
ہو گئے۔ اور اسرائیلیوں کے اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب
میں مبتلا کرنے پر تیار ہو گیا۔

کیا عجیب بات ہے کہ حضرت موسیٰ تو کوہ طور پر بینات اور الواح

میثاق حاصل کرنے کے لئے گئے۔ وہاں نورِ محمدؐ اور
جلوۂ محمدؐ کی تاب نہ لا کر ان پر بیہوشی طاری ہوئی اور غش کھا کر گرے
ہوش آیا تو حضور سید المرسلینؐ اور آپ کی آلِ اطہار کے تمام مصیبت
و واقعات سامنے آ گئے۔ کربلا کا ہولناک منظر بھی دیکھا۔ اور اسی
واقعۂ الیمہ سے متاثر ہو کر چالیس روز تک پانی کا ایک قطرہ اور روٹی کا
ایک نوالہ منہ کے قریب نہ آنے دیا۔ اس لئے! کہ معصوم
ننھیا مظلومِ کربلا نے بھوک اور پیاس کی حالت میں شہید ہونا تھا۔
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ نے بھی نواسۂ رسول فرزندِ بتولؑ کی اقتدا میں
تشنہ و گرسنہ۔ رہنا پسند فرمایا۔ اور غمِ حسینؑ میں بے نان و آب چالیس
دن گزار دیئے۔

جنابِ موسیٰؑ تو ادھر شبیرِ شہید کا چہلم منا رہے تھے —
اور ان کی قوم ادھر سونے کے بچھڑے کو شبیہِ حسینؑ بنا کر پوج
رہی تھی!!

قرآن مجید کی ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل
نے ایک بار موسیٰ علیہ السلام سے یہ دریافت کیا تھا کہ جن نور کے
خزانوں، جن اللہ کے محبوبوں، جن خدا کے معصوموں کا آپ روزانہ ذکر
کرتے رہتے ہیں، اور ان کے اوصاف و فضائل سے اپنی زبان کو تر
رکھتے ہیں۔ اور یہیں یہ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ وہ آخری زمانے میں ظہور کرنے
والے ہیں نعمت دہندۂ عالم۔ برگزیدگانِ الٰہی، وارثِ جنت، مالکِ کوثر

اور شفیعانِ محشر ہیں۔ ۔۔۔ ذرا آپ کسی دن دکھا دیجئے تو سہی کہ وہ کس وضع قطع کس شکل و صورت کے ہیں۔ ہم نے تو یہی سُنا ہے کہ وہ بیلوں۔ گوسالوں گائیوں، بھیڑوں اور بکریوں کی سی شکلیں رکھتے ہیں۔ ۔۔۔ اسرائیلیوں کے یہ گستاخانہ الفاظ، غیرتِ حق کو جوش میں لائے۔ آسمان سے بجلی گری، اور ان کو خاکستر بنا گئی۔ مگر وہ برقِ مجازی سے جلے ہوئے اسرائیلی جناب موسیٰ کی دُعا سے پھر زندہ ہو گئے۔ لیکن کم بختوں کو نصیحت پھر بھی نہ آئی۔ اور عبرت پکڑنے کی بجائے دوبارہ ایک ظلم عظیم کے ایک جرمِ کبیر کے مرتکب ہوئے اور گوسالہ طلائی تیار کر کے اسے حُسین کا مثل و نظیر تصور کیا۔ اور اس کی پرستش میں مصروف ہو گئے ۔۔۔ اس واقعہ کو کتابِ حق نے یوں بیان فرمایا ہے:-

فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذالک فقالوا ارنا اللّٰہ جھرۃ فاخذتھم الصاعقۃ بظلمھم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتھم البینٰت۔ (النساء - ع ۲۰) ع۱

ع۱ توراۃ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ [illegible] بینات اور جو الواحِ میثاق و عہد کی تختیاں لینے کے لئے طور پر گئے تھے۔ ان پر سرکارِ محمد و آلِ محمد [illegible] کی خوشخبریاں اور ان کے [illegible] فضائل و محاسن مسطور تھے۔ اور تمام انبیاء کی طرح جناب موسیٰ سے بھی سید مرسلین اور آپ کی آل و اولاد کی اطاعت [illegible] کا عہد لیا گیا۔ جیسا کہ آیہ کریمہ الذین یتبعون الرسول

(بقیہ حاشیہ ۵۵ پر)

حسینؑ کا لحاظِ عظمت!

شبیرؑ کے پاسِ عزت سے بنی اسرائیل کا جرم اللہ نے معاف کر دیا۔

بت سازی اور بت پرستی کو حق تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور برگزیدوں نے ہمیشہ ناپسند فرمایا ہے۔ اور جن قوموں نے ذرا بھی شرک اختیار کیا ہے۔ اللہ نے اُن پر دنیا میں بھی عذاب نازل کیا۔ اور بڑی تیز سزائیں دیں۔ اور آخرت میں بھی دردناک عذاب ان کے لئے مقدر ہے
قرآن پاک میں جا بجا شرک سے اجتناب کرنے کی ہدایت ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ خدا کے واحد بڑے بڑے جرم کرنے والوں کو بخشے گا۔ لیکن مشرک کی مغفرت کبھی نہ ہو گی۔

یہودی یعنی اسرائیلی اگرچہ یحرفون الکلم عن مواضعہ ثابت ہوئے

بقیہ صفحہ ۵۶ - النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل سے ثابت ہے۔ سورہ بقر میں آیۂ میثاق النبیین بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ اسرائیلیوں نے یہ سب بشارات سنی تو سہی مگر خدائی اشارات کو پھر بھی سمجھ نہ سکے چنانچہ حسینؑ اور ان کی شہادت کی تفصیلات بھی ان تک پہنچیں لیکن شقاوت و دیانت نے ان کو حقیقت تک نہ پہنچنے دیا۔ اور انہوں نے حسین کو ایک "عجل" تصور کر کے بطور شبیہ سونے کا ایک بچھڑا بنا ڈالا۔ اور اس کی پرستش میں لگ گئے۔ (دیکھو گیتی)

وہ کلامِ خدا کے معانی کو پھیرنے اور کلامِ مرسلین کے مطالب کو الٹنے میں مصروف رہتے۔ اور اسی الٹ پھیر اسی تاویل سازی کی بنا پر انہوں نے پرانے نوشتوں میں بچھڑے کا مفہوم غلط سمجھا۔ خدائی اشارات اور انبیاء کے استعارات کا راز نہ پایا۔ اور سونے کا بچھڑا ——— مثیلِ حسینؑ ——— نظیرِ شبیرؑ ——— بنا کر گوسالہ پرستی شروع کر دی۔ مگر خدا نے پھر بھی عفو و مغفرت فرمائی۔

اسرائیلیوں میں سے اگرچہ کسی نے حسینؑ کا ہمسر، شبیرؑ کا ثانی بننے کی کوشش نہیں کی۔ اور نہ کسی نے نواسۂ رسولؐ فرزندِ بتولؑ سے افضل و اشرف ہونے کا دعویٰ کیا ——— لیکن ذاتِ حق کو یہ بھی پسند نہ آیا کہ کوئی اس کے مقدس و مطہر حسینؑ کی شبیہ و تمثیل، بچھڑے کی شکل میں بنائے اور اُسے شبیرؑ ظاہر کرے۔ گوسالہ کی صورت میں دلبندِ حیدرؑ کی مورتی بنانا اس شہیدِ خدا کی سراسر توہین تھی۔ اور غیرتِ کبریا یہ برداشت نہ کر سکتی تھی کہ جس حسینؑ کی زیارت کے انبیاءؑ مشتاق ہیں جو حسینؑ جنت کا سردار اور کوثر کا والی ہے۔ جو حسینؑ رسولوں کے سرتاج۔ نبیوںؑ کے سردار کا لاڈلا ہے۔ اس کی ایک غلط شبیہ، اور وہ بھی بچھڑے کی صورت میں بنائی جائے۔

لیکن ——— اللہ کریم نے پھر بھی نامِ حسینؑ کی لاج رکھی! ——— عظمتِ حسینؑ کا لحاظ کیا! ——— اور شبیرؑ جہان گیر کی عظمت و عزت، حرمت و فضیلت کے طفیل اسرائیلیوں کو بخش دیا ——— بے شک! اُن پر عذاب آیا

نہیں جیتی سے بچھڑا گیا۔ مگر جلا کر پھر زندہ کر دیا۔ انہیں اس ظلم
اس جرم کی سزائیں بھی ملیں۔ مگر ہلکی پھلکی مقابل برداشت ہا ۔۔۔ اور
بالآخر ذاتِ واحد جل شانہٗ نے اعلان فرمایا کہ عَفَوْنَا عَنْ ذَالِکَ
ہم نے ان کا یہ قصور یہ گناہ معاف کر دیا۔

ورنہ ۔۔۔ شرک و اصنام پرستی ذاتی بُری چیز ہے کہ قومیں اس
سے تباہ ہو جاتی ہیں۔ اور ملک اس کی وجہ سے برباد کر دیئے جاتے ہیں
کہ ان کا نشان تک باقی نہیں رہتا ۔۔۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے حالات
ہی میں خدائے ذوالجلال نے یک واقعہ یوں بتایا ہے ۔۔۔ وجاوزنا
ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم
قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم آلھۃ قال
انکم قوم تجھلون ان ھؤلاء متبر ما ھم فیہ وباطل
ما کانوا یعملون۔ (ترجمہ) ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار
کر دیا۔ تو وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے، جو اپنے بتوں پر جمے
بیٹھے تھے۔ انہوں نے موسیٰ سے کہا۔ جیسے بت ان کے پاس ہیں۔
ویسا ہی ایک بت ہمارے لئے بھی بنا دو۔ موسیٰ نے کہا، تم بڑے
ہی نادان ہو۔ جو بات ہے یہ لوگ جس دین پر ہیں۔ وہ تو برباد ہونے
والا ہے۔ اور جو لوگ یہ عمل کر رہے ہیں وہ باطل اور گمراہ ہیں (اعراف)
مرحقیقت پاک کی ذات و صفات وہ ہے جس کا پاس عزت حق
تعالیٰ کو ازل سے رہا ہے۔ اور ابد تک رہے گا۔ اور اسی شہید ثانی۔

اسی فداکارِ ثانی، اسی محی الدین، اسی مجاہدِ اعظم کے اسمِ اقدس کی بدولت یہود کو معافی مل گئی۔

ہاں! یہ ضرور ہوا کہ ـــــ وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم (الانعام) "ہم نے (یعنی خدا تعالیٰ نے) یہودیوں پر تمام ناخن والے جانوروں اور گایوں اور بکریوں کو حرام کر دیا تھا" ـــــ ایسا اس لئے کیا گیا کہ اسرائیلی آئندہ کسی بچھڑے، کسی بچھڑے، کسی بیل، کسی گائے، کسی بھیڑ، کسی بکری، کسی مینڈھے کسی دُنبے کو ـــــ مثیلِ خدا نہ سمجھ سکیں، اور کسی جانور کی مورتی بنا کر اسے شبیہِ شیخ تصور کرکے نہ پوج سکیں!

اہلِ ہنود کی گئو پوجا

قرآن حکیم اور تورات وغیرہ کے مذکورہ واقعات ورِوایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہندو قوم نے بھی بنی اسرائیل کے اعمال و افعال سے متاثر ہو کر گوسالہ پرستی اور گئو پوجا کو اپنے مذہب میں رائج کیا، اور گائے بیل، بچھڑے وغیرہ کو مقدس و محترم سمجھ کر ان کا گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا۔ اور اسی سلسلے میں انہوں نے خود کو یہاں تک پابند کر لیا کہ گاؤ یا گئو کے اقسام میں آنے والے تمام جانوروں مثلاً جنگلی گائے، نیل گائے ہرن، بارہ سینگا، دریائی بچھڑا وغیرہ کا گوشت کھانا بھی ممنوع قرار دیدیا

حالانکہ ویدوں، شاستروں، گرنتھوں اور رشیوں منیوں کی تعلیمات کی رُو سے انہیں گائے بیل کا گوشت کھانے کی ممانعت نہیں، اہل ہنود کے تمام بزرگانِ دین گائے کا گوشت مزے لے لیکر کھاتے رہے۔ اور ہندوؤں کو گائے بیل کی بھینٹ دینے (قربانی کرنے) اور انکے گوشت کو مندروں، استھانوں، دواروں پر چڑھانے کی ہدایت کرتے رہے ہیں۔ اور ویدوں شاستروں میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ یوگ اور تپسیا کے وقت ہون کو ختم ہوئے جب تک موٹے تازے اچھے بیل کا گوشت مصالحوں کیساتھ اچھی طرح بھونا۔ اور کھایا نہ جائے اور اس کی خوشبو یوگ اور تپسیا والی جگہ میں پھیل نہ جائے۔ تب تک کوئی پرارتھنا، کوئی دُعا۔ کوئی یگ اور کوئی عبادت قبول نہیں ہو سکتی۔

کیا پُر لطف بات ہے۔ کہ یہود پر تو اللہ تعالیٰ نے تمام ناخن والے جانوروں، اور گایوں بیلوں، بھیڑوں بکریوں وغیرہ کو ذبح کرنا اور ان کا گوشت کھانا اس لئے حرام کیا۔ کہ وہ آئندہ ان جانوروں کو پال ہی سکیں اور ان کو اپنے پاس رکھ کر زمانۂ آخر میں شہید ہونے والے اس حُسینؑ کا غلط تصور نہ کرلیں جس کو مجازاً اور اصطلاحاً اور اشارۃً اور کنایتہً اور استعارۃً "بیرہ" اور "بچھڑا" کہا گیا ہے۔ اور کسی جگہ اسے گوسفند اور مینڈھے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ کہ اس کو ذبح کیا جائے گا۔ اور اس کا خون بہایا جائے گا ــــ لیکن ــــ اہل ہنود نے خود بخود گائے بیل کا کھانا چھوڑ دیا۔ اور ان کی مورتیاں اور تمثیلیں اور شبیہیں بنا کر ان کو پوجنا

شروع کردیا۔

مگر ـــــ ٹھہریئے! ـــــ ہندو قوم کو یونہی الزام دینا ٹھیک نہیں۔ ان کی گئو پوجا اور گوسالہ پرستی اور لحم البقر کھانے کی ممانعت کے بھی کچھ وجوہ و اسباب ہیں ـــــ اور ـــــ اس میں بھی کوئی راز ہے ـــــ بہت بڑا راز ـــــ ہاں ہاں! وہی راز، جو اسرائیلیوں کے "عجلِ طلائی" بنانے اور پوجنے میں مضمر ہے! ـــــ وہی راز، جو موسیٰ اور قومِ موسیٰ کے زرد رنگ کی گائے ذبح کرنے میں پوشیدہ ہے! ـــــ وہی رازِ نہاں وہی سرِ پنہاں کام کر رہا ہے ہندو دھرم میں بھی! ـــــ لیجئے، سُنئیے:۔

اہلِ ہنود کے ایک بزرگ مہاتما، شری رگھوناتھ جی نے خواب میں دیکھا کہ ـــــ

"ایک ہلدی جیسے شوخ پیلے رنگ کی گائے ہے جس کی دہنی پسلی ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور اس پر بڑی پٹا پڑی ہوئی ہے، اور اسکے سینگ بھی کسی دُونی نے کاٹ ڈالے ہیں، اور وہ بڑی دُکھیوں اور کشٹوں والی ہے۔ اور وہ درد سے چیخ رہی ہے اور وہ بار بار اپنا ہاتھ ٹوٹی ہوئی پسلی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور آکاش کی طرف منہ کر کے اپنی پسلی کا گھاؤ، اور اپنے کلیجے کا زخم ایشور بھگوان کو دکھاتی ہے اور زور زور سے کراہ کر کہتی ہے ـــــ اے پرماتما! تو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ دُشٹوں کے سب کرم تیرے سامنے ہیں۔ یہ میرے مُری جو کہ ہمارے گل کے بیری ہیں، میرے

ساتھ بڑا ظلم کر رہے ہیں۔ یہ مجھے ہی نہیں مار رہے، میرے بیل کو بھی کسی شوالہ میں مار ڈالیں گے۔ بے زبانوں بوتردں کو کاٹنا ان کا دستور ہے۔ ہائے یہ پاپی میرے بچھڑوں کو بھی مار ڈالیں گے۔ اور ان کے لہو سے اشنان کریں گے۔ اور یہ میری بچھیوں کی پت بھی اتار دینگے۔ ان پاپیوں نے میرے بیٹا کو بھی گھائل کیا۔ اس کے دانت توڑ دیئے۔ اب انہوں نے مجھے ستایا ہے اور میری پسلی توڑ دی ہے۔ بے بھگوان! تو ان کو ناش کر اور سنسار سے مٹا دے۔ ان کا نام، میرا پیارا وہی ہے جو میرا اور میری سہات کا لہو نہ بہائے اور ہمارا ماس نہ کھائے۔"

(یوگی شری مرتبہ پنڈت بشوانا تھ مطبوعہ بنارس ۱۹۱۱ء)

اس خواب میں جو غیبی اشارے دیئے گئے ہیں وہ محتاج تشریح نہیں، — قوم مرشنی کی ذبح ہونے والی زرد گائے اور رگھوناتھ جی کو خواب میں نظر آنے والی بیبی "گائے" کا موازنہ کیا جائے تو دونوں گایوں میں بڑی حد تک یکسانیت پائی جائے گی۔ البتہ رگھوناتھ جی کو دکھائی دینے والی گائے کے بیانات میں زیادہ وضاحت ہے مثلاً:-

۱۔ پسلی (یعنی کالوٹ/کعبہ دہلی) کا ٹوٹنا ہونا۔

۲۔ سینگ ٹوٹنا یعنی عزت و حرمت کا ضائع ہونا،

۳۔ چیخنا چلانا اور خدا سے فریاد کرنا، اور اپنے دکھوں اور مصیبتوں کو

ظاہر کرنا۔

۴۔ دشمن کے ظلم وستم کو ظاہر کرنا کہ انہوں نے مجھے تو تباہ کیا ہے۔ میرے شوہر کو بھی مسجد میں ماریں گے اور زخمی کریں گے۔ اور میری اولاد کو بھی نیست ونابود اور بے عزت کرینگے۔

۵۔ باپ کے زخمی ہونے اور اس کے دانت ٹوٹنے کا بیان۔

۶۔ اعلاء واشتہار کے لئے بددعا۔

۷۔ حدیث۔ من احبھا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللّٰہ و من اغضبھا فاغضبنی ومن اغضبنی فقد اغضب اللّٰہ کی طرف اشارہ، کہ ہمارا محبت دار وہی ہے جو ہم سے رشتۂ مودت والفت استوار کرے اور ہمیں تکلیف نہ دے۔

بہرحال اس خواب کی بنا پر اہل ہنود نے گائے بیل کو ذبح کرنا اور اس کا گوشت کھانا ترک کر دیا۔ اس کی تحریم وتکریم شروع کر دی اور اس کی مورتیوں کو معبود سمجھ کر پوجنے لگ گئے!

اسی طرح سپنے میں ایک اور ہندو بزرگ، شری ہاہرآن جی نے، جو کہ چاروں ویدوں اور چھئوں شاستروں کے بڑے وِدوان اور گیانی دھیانی تھے۔ یہ منظر دیکھا کہ:۔

"ایک مظلوم بچھڑا ہے جس پر چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہے اور برچھیوں اور تلواروں سے اس کو چھیدا جا رہا ہے مگر اس کے ہونٹ سیلے ہوئے ہیں، وہ اتنی سختی اٹھاتے اور بے شمار

زخم کھاتے ہوئے بھی بولتا بالکل نہیں اور چپ چاپ سب کچھ سہے
جاتا ہے۔ پھر راکششوں کے ایک بہت بڑے ہجوم نے اس کو گھیر لیا
اور اس کی گردن پر چھری چلا دی اور اس کا سر جدا کر دیا۔ اس کا
لہو جہاں جہاں سے گزرا وہاں وہاں پر پاتما کا نام لکھتا گیا اور
پربھو جی کی ایکانت کا پرچار کرتا گیا۔ پھر وہ بچھڑا دیکھتے ہی دیکھتے
آکاش پر چڑھ گیا۔ اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔"

(رسالہ "گئو رکھشک" مؤلفہ رام سرن داس ملہوترہ بی۔اے شائع کردہ
سناتن گئوشالہ کمیٹی امرتسر مطبوعہ ۱۹۲۷ء)

یہ عبارت بھی اپنی وضاحت آپ کر رہی ہے۔ ور قارئین کرام بخوبی
سمجھ سکتے ہیں کہ یہ وہی "مظلوم بچھڑا" ہے جس نے ریگ زار نینوا میں
دین خدا کو بچاتے ہوئے اور حق و صداقت کو محفوظ رکھتے ہوئے بے مثال
قربانی پیش کی، اسی پر تیروں کا مینہ برسا، اسی کو بھالوں، برچھیوں اور
تلواروں سے چھیدا گیا۔ اور یہ واقعی سچ ہے کہ اتنا ظلم و ستم برداشت
کرتے، سینکڑوں زخم کھاتے، بہتوں کا پیاسا رہتے اور اپنے محبوب فرزند
سے پیارے صحابی فدا کرنے پر بھی اس نے حرف شکایت زبان پر نہیں
آنے دیا۔ شکوہ گلہ کے لئے زبان نہیں کھولی ـــــ ہاں! ایک دفعہ اس
نے یہ ضرور کہا۔ "ھل من ناصر ینصرنا؟ ہے کوئی جو ہماری مدد کو پہنچے؟"
اور یہ بھی اس لئے کہا کہ عدالت محشر میں [illegible]
کہ ان سے مسلمانوں نے [illegible] گی۔ مگر ظالموں اور ستمگروں میں

سے ایک بھی میری نصرت اور اعانت کے لئے نہیں آیا۔

ہاں! یہی ہے وہ مظلوم جسے "پاہراں" کے سپنے میں بصورتِ گوسالہ دکھایا گیا۔ کہ ---- لاکھوں شامیوں نے اسے گھیر لیا اور ذبح کر دیا ---- یہی ہے وہ شہید خدا جس کا خونِ اقدس جب تپتی ہوئی ریت پر بہتا تو اللہ کی توحید کی گواہی دیتا جاتا ---- حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے اسی کے متعلق کہا ہے:۔

آں امامِ عاشقاں پورِ بتولؑ ۔۔۔ سروِ آزادے ز بستانِ رسولؐ

بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است ۔۔۔ پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است

ماسوا اللہ را مسلماں بندہ نیست ۔۔۔ پیشِ فرعونے سرش افگندہ نیست

خونِ او تفسیرِ ایں اسرار کرد ۔۔۔ ملتِ خوابیدہ را بیدار کرد

نقشِ اِلّا اللہ بر صحرا نوشت

سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت

پاہرآن جی کے اس خواب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آخر کار وہ "بے سر بچھڑا" آسمان کی طرف صعود کر گیا۔ اور اس کی لاش فلک کی زینت بن گئی! ---- اس سے مراد مرتبۂ شہادت ہے۔ تاجدارِ کربلا نے راہِ حق میں جان دے کر وہ عظمت و رفعت پائی ہے کہ عرشِ معلیٰ بھی اس کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اور انبیاء و مرسلین بھی وہ منصب شہادت حاصل نہ کر سکے۔ جو نواسۂ رسولؐ لختِ دل بتولؑ نے پایا۔

یہ ہے اہلِ ہنود کی "گؤ پوجا" کی حقیقت کہ دراصل وہ بھی یہود کی طرح مغالطہ کھا گئے اور اسرائیلیوں کی طرح وہ بھی گائے اور بچھڑے

دیبزہ کے اشاراتی ناموں کو سمجھ نہ سکے۔ چنانچہ ہندوؤں نے جناب سیدہؑ مادرِ حسینؑ کو "گائے" اور جناب سید الشہدا حسینؑ ابن علیؑ کو "بچھڑا" تصور کر کے ان دونوں کی عبادت کو فرض سمجھ لیا۔ اور ان کی تقدیس و تکریم کو جزو مذہب بنالیا۔ بلکہ ان کے بُت بناکر اپنے مندروں، شوالوں اور دیوالوں میں نصب کئے۔ اور آج تک فاطمہؑ اور حسینؑ کی تمثیلوں، یعنی گائے اور بچھڑے کی مورتیوں کی پوجا ہو رہی ہے۔ اور ان کے آگے تمام ہندوؤں کے سر جھک رہے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

اے تیرِ نگاہت دلِ عشاق نشانہ　　خلقے بتو مشغول و تو غائب زمیانہ
گہ معتکف دیرم و گہے زینتِ کعبہ　　یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بہ خانہ

بہرکیف ـــ دنیا کے ہر مذہب، ہر مسلک، ہر [illegible]، ہر ملت، ہر فرقہ ہر گروہ نے ذاتِ پاک حسینؑ کو جانا اور مانا ہے۔ مگر [illegible] نے یہیں غلطی کھائی ہے۔ کسی نے اسے بت سمجھا، کسی نے گؤ ماتا، کسی نے [illegible] کسی نے گوسفند؛ لیکن حقیقی راز کسی نے نہ پایا۔ اور جن لوگوں نے اپنے خیال اور تصور اور نظریہ کے ماتحت غلط تاویلوں سے کام لیا۔ اور حسینؑ اور مادرِ حسینؑ کی من گھڑت تمثیلیں اور شبیہیں بنالیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا۔ کہ کائناتِ ارضی و سماوی میں حسینؑ کا ہمسر کوئی ہو نہیں سکتا۔ نہ کسی حیوان کو حسینؑ کی شبیہ و تمثیل بنایا جاسکتا ہے۔ نہ کوئی انسان اس کی مثل و نظیر بن سکتا ہے۔

حسینؑ کی عظمتِ شان

احمدؐ ہے جس کے زلفِ گرہ کا رتماں ہے مدح خواں
شبیرؑ ہے نطق کا قرآں ہے مدح خواں
کیونکر کرے کی ہمسری اولادِ اہر من ؟
اُس قدرتِ قدیر کا یزداں ہے مدح خواں!

سرکارِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تحمید و تمجید میں ذاتِ احدیت جل جلالہٗ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر تمام زمینوں اور آسمانوں کے کاغذ بنائے جائیں۔ تمام درختوں کے قلم تیار کیے جائیں۔ تمام سمندروں، دریاؤں، ندیوں اور نالوں کے پانیوں سے روشنائی بنائی جائے۔ پھر تمام ارضی و سماوی مخلوق۔ یعنی فرشتے، جن اور انسان ان کے اوصاف و کمالات، ان کے مکارم و محاسن، ان کے فضائل و شمائل، ان کے محامد و مناقب لکھنے بیٹھ جائیں۔ جب بھی ان کی تعریف و توصیف ختم نہ ہو سکے گی۔

نفوسِ خمسۂ نجباء کے رکنِ پنجم، جنابِ خامسِ آلِ عبا، سید الشہداء شہنشاہِ کربلا، نواسۂ محمدِ مصطفٰےؐ، فرزندِ علی المرتضٰیؑ و دلبندِ فاطمۃ الزہراؑ برادرِ حسن مجتبٰیؑ تاجدارِ گلگلوں قبا حسینؑ مظلوم شبیرؑ معصوم علیہ افضل السلام و صلوٰۃ و ثنا وہ اُسی دُرجِ رسالت کے گوہرِ آبدار اور اُسی صدفِ نبوت کے دُرِ شہوار ہیں۔ جنہیں لولاک لما خلقت الافلاک کا خطاب ملا۔ اور جس کو تمام عرشی تجلیات اور تمام فخر کی نعمتوں سے فیض یاب کیا گیا

انسانِ ضعیف البنیان وہ منہ وہ زبان کہاں سے لائے۔ جو حسینؑ کی صفات
بیان کر سکے جس شبیرِ عالمگیر کی حمد و مجد میں قرآن ز الف الحمد تا سینِ
الناس معمور ہے۔ جس حسینؑ کی توصیف میں اللہ کی چاروں کتابیں خدا کے
تمام صحیفے، جن کے تمام نوشتے، انبیاء کے تمام عہد نامے، مرسلین کے
تمام الواحِ میثاق، ادیان و مذاہب کی تمام تحریرات، قوم و ملل کی
تمام مبشرات، ادوار و ازمنہ کے تمام آثار و اطوار شاہد عادل ہیں۔
اس کی تفضیل و تفصیل، اس کی مدح کی شرح قوتِ بشری سے بعید
اور طاقتِ انسانی سے دُور ہے۔

حسینؑ ـــ نبیؐ اور علیؑ کا نورالعین، فاطمہؑ بتول کے دل کا چین
تو وہ خیمہ زن شہید و مجاہد ہے۔ جس کی عدیم المثال بلند کرداری اور
فقید النظیر فداکاری نے ملائکہ کو ششدر کر دیا ـــ اس نے جان دے
دی۔ آن دے دی، بیٹے دیدیئے، بھانجے دے دیئے، بھتیجے دے دیئے
بھائی دے دیا۔ دوست دیدیئے۔ ساتھی دے دیئے، عزت دے دی۔
حرمت دے دی۔ سب کچھ دے دیا ـــ لیکن ـــ ایک نہیں دیا۔
تو فاسق و فاجر، سیہ کار و بدکردار حاکم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ! ـــ
اللہ اکبر۔ دنیا جہان کے شہ زوروں اور پہلوانوں کے دیدے کھل گئے
کائناتِ عالم کی شہامت و شجاعت پسینے میں ڈوب گئی کہ ـ شبیرؑ
نے سب کچھ دے دیا، مگر اپنا پاک ہاتھ ناپاک کے ہاتھ میں نہ دیا۔

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید   حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

مذبحِ عظیم یعنی نمونۂ کربلا کی تعمیر

(۱۵)

بنی اسرائیل و قومِ یوشعؑ کو خوفِ شبیرؑ

اللہ اللہ! کیا کہنا حقیقی شبیر ——— حسینؑ ابنِ علیؑ کا! کہ اس کے ظہور سے بیشتر بھی اہلِ عالم اس سے لرزتے اور خوف کھاتے رہے۔ اور اس کے شہادت پانے کے بعد بھی اہلِ دنیا اس سے لرزاں و ترساں ہیں! ——— بے شک! حسینؑ رحیم و کریم ہے، اوّاہ و حلیم ہے، نرم دل اور خدا ترس ہے۔ لیکن ——— جو شخص اس کی شان میں گستاخی کرے اس کی بے ادبی اور بے حرمتی عمل میں لائے، اس کی توہین و تحقیر کا ارتکاب کرے۔ حسینؑ کی غیرت فوراً جوش میں آجاتی ہے۔ اور اُس گستاخ، اس بے ادب کو زود یا بدیر، تباہ کر کے چھوڑتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ؎

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

کوئی شخص ذاتِ خُدا سے گستاخی و بے ادبی کا مرتکب ہو تو اس کی مغفرت ممکن ہے اور حق تعالیٰ اسے معاف کر سکتا ہے۔ مگر محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی تذلیل و ہتک کرنے والے کو کبھی معافی نہیں مل سکتی۔ اُس وقت تک کہ صدقِ دل سے توبہ کی جائے اور سرکارِ معصومین اس توبہ کو قبول

فرمالیں۔

ذرا سُن لیجئے، کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین جناب یوشعؑ کی قوم نے شہادت گاہ حُسینی یعنی کربلائے معلی کی نقل میں ایک مذبح بنا ڈالا اگرچہ ان کی یہ نیت نہ تھی، کہ اسے مزارِ حسینؑ کا ہم مرتبہ قرار دیں مگر انہوں نے ازبسکہ اسے "مذبح عظیم" تصور کر لیا تھا، لہذا اسرائیلی ان پر چڑھ دوڑے اور نہ صرف ان کو تادیب و سرزنش کی بلکہ ان سے جنگ کرنے کو تیار ہو گئے۔ انہیں ذاتِ حسینؑ کا خوف دلایا اور بالآخر قوم یوشع نے تائب ہو کر اس مذبح کی عظمت و رفعت کے ماننے کا خیال ترک کر دیا ——— توراۃ کے صحیفۂ یوشع میں اس کی تفصیل درج ہے یہاں بطورِ دلیل اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:۔

"تب بنی روبن اور بنی جد اور فرقۂ منسّی پھرے اور اسرائیل کے درمیان سے، جو سیلا میں تھے، جو زمینِ کنعان میں ہے، روانہ ہوئے تاکہ جلعاد کی مملکت کو جو ان کی سرزمین موروثی تھی۔ جسے انہوں نے موسیٰ کی معرفت خداوند کے حکم سے پایا، جائیں ———

اور جبکہ وہ یردن کے ان اطراف میں جو زمین کنعان میں ہے پہنچے، تو بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقۂ منسّی نے وہاں یردن پر ایک مذبح بنایا، ایک بڑا مذبح جو نمودار ہو ———

بنی اسرائیل نے یہ خبر سُنی کہ دیکھو بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقۂ منسّی نے زمین کنعان کے سامنے یردن کے کنارے پر بنی

اسرائیل کی گذرگاہ میں مذبح بنا رکھا ہے۔ اور جب بنی اسرائیل
نے یہ سنا تو بنی اسرائیل کی ساری جماعت سیلا میں فراہم ہوئی
تاکہ اُن پر چڑھ جائیں اور لڑیں۔ اور بنی اسرائیل نے الیعزر
کاہن کے بیٹے فینحاس کو بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقۂ منسی
کے پاس جو سرزمین جلعاد میں تھے بھیجا۔ اور بنی اسرائیل کے ہر
ایک گھرانے میں سے ایک ایک امیر کو دس امیر اُس کے ساتھ
گئے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے آبائی خاندانوں میں ہزاروں
اسرائیلیوں کے درمیان سردار تھا۔ سو وے بنی روبن اور بنی جد
اور آدھے فرقۂ منسی کے پاس اُن کی سرزمین جلعاد میں آئے اور
اُن سے کہا کہ خداوند کی ساری جماعت نے یوں پیام کیا ہے۔
تم نے اسرائیل کے خدا سے یہ کیا سرکشی کی؟ جو تم نے آج کے
دن خداوند کی پیروی سے برگشتہ ہو کے اپنے لئے ایک مذبح بنا
کیا۔ کہ آج کے دن تم خداوند سے باغی ہوئے۔ کیا ہمارے لئے
بعل فغور کی بدکاری کچھ کم تھی جس سے ہم آج کے دن تک
پاک نہیں ہوئے اور خدا کی جماعت میں وبا ہوئی۔ کہ تم آج کے
دن خداوند کی پیروی سے برگشتہ ہو۔ اور ایسا ہوگا کہ جس حال
میں تم آج خداوند سے باغی ہوئے، تو کل اسرائیل کی ساری جماعت
پر اس کا قہر نازل ہوگا۔ باوجود اس کے اگر تمہاری ملکیت کی زمین
ناپاک ہے تو تم پار آؤ اس سرزمین میں جو خداوند کی ملکیت ہے۔

ہمارے خداوند کا مسکن قائم ہے۔ اور ہمارے درمیان میراث لو۔
لیکن نہ خداوند سے اور نہ ہمارے خدا کے مذبح کے سوا اپنے لئے کوئی
اور مذبح بنا کے خداوند سے باغی مت ہو۔ اور ہماری بھی مخالفت
نکرو۔ کیا زارح کے بیٹے عکن نے حرام چیزوں کی بابت بیوفائی
نکی؟ اور اسرائیل کی جماعت پر غضب نازل ہوا۔ تب بنی روبن
و بنی جد اور آدھے فرقہ منسی نے ہزاروں اسرائیلیوں کے
سرداروں کو جواب دیا۔ اور کہا خداوند خداؤں کا خدا خداوند
خداؤں کا خدا جانتا ہے۔ اور اسرائیل بھی جانیں گے۔ کہ اگر ہم
نے بغاوت کی رو سے یا خداوند کی مخالفت سے اپنے لئے یہ
مذبح بنایا ہو۔ اگر ہم نے مذبح بنایا ہو۔ تاکہ خداوند کی پیروی
سے پھر جائیں یا اس پر سوختنی قربانی یا نذر کی قربانی یا سلامتی
کے ذبیحے چڑھائے جائیں تو خداوند ہی اس کا حساب لیوے۔
بلکہ ہم نے اس بات کے خوف سے یہ کیا کہ ہم کہتے تھے۔ کہ ممکن ہے
آیندہ میں تمہاری اولاد ہماری اولاد سے کہے۔ کہ تم کو خداوند
اسرائیل کے خدا سے کیا واسطہ۔ کہ خدا نے تو ہمارے اور تمہارے
درمیان اے بنی روبن اور اے بنی جد یردن کی حد باندھی ہے
خداوند میں تمہاری شراکت نہیں ہے۔ یوں تمہاری اولاد ہماری اولاد
کو خداوند کے خوف سے باز رکھے گی۔ اس لئے ہم نے کہا کہ آؤ ہم
اپنے لئے ایک مذبح بنائیں۔ نہ سوختنی قربانی کے لئے اور نہ ذبیحے

کے لئے بلکہ اس لئے کہ ہمارے اور تمہارے اور ہمارے بعد ہماری
آنے والی پشتوں کے درمیان ایک شہادت رہے۔ تاکہ ہم خداوند
کے حضور اس کی عبادت کریں۔ اور اپنی سوختنی قربانیوں اور اپنے
ذبیحوں اور اپنی سلامتی کے ہدیوں کو گذرانیں تاکہ آگے کو تمہاری
اولاد اور ہماری اولاد کو نہ کہے کہ خداوند میں تمہاری شراکت نہیں
اس لئے ہم نے کہا کہ ایسا ہوگا۔ کہ جب وہ ہم کو یا ہماری اولاد کو یوں کہیں
گے۔ تو ہم انہیں جواب دیں گے کہ دیکھو۔ خداوند کے مذبح کا
نمونہ جسے ہمارے باپ دادوں نے بنایا نہ سوختنی قربانیوں اور
ذبیحوں کے لئے بلکہ اس لئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان
گواہ رہے۔ ہرگز نہ ہو کہ خداوند سے ہم باغی ہوں۔ اور آج
خداوند کی پیروی سے پھر کے خداوند اپنے خدا کے مذبح
کے سوا جو اس کے خیمے کے سامنے ہے۔ سوختنی قربانیوں
اور نذر کی قربانیوں اور ذبیحوں کے لئے ایک اور مذبح بنا
کریں۔ جب فینحاس کاہن اور جماعت کے امیروں ہزاروں
اسرائیلیوں کے سرگروہوں نے جو اس کے ساتھ آئے تھے۔ یہ
باتیں جو بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقہ منسی نے کہی سنیں
تو یہ ان کی نظر میں خوش آیا۔ تب الیعزر کے بیٹے فینحاس کاہن
نے بنی روبن اور بنی جد اور آدھے فرقہ منسی کو کہا کہ آج کے
دن ہم جانا۔ کہ خداوند ہمارے درمیان ہے۔ کیونکہ تم نے خداوند

کی مخالفت سے یہ گناہ نہیں کیا۔"

(توراتِ مقدس "یشوع" باب ۲۲ فقرہ ۹ تا ۳۴)

قومِ موسیٰ اور قومِ یوشعؑ کے مندرجہ بالا کرداروں کو عمیق و غائر نگاہوں سے دیکھا جائے اور توراۃ کے مذکورہ بیان کے ایک ایک لفظ کو جانچا اور تولا جائے۔ تو اس کی حقیقت لباسِ وضاحت پہن کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام کی قوم یعنی بنی روبن اور بنی جد اور گروہِ منسی نے یردن میں ایک "بڑا مذبح" بنایا۔

یہ قربان گاہ — "خداوند کے اس مذبحِ عظیم کا نمونہ تھی" جو ۶۱ھ ہجری کو سرزمینِ طف میں تعمیر ہو کر کربلائے معلیٰ کے اسم اقدس سے موسوم ہونے والا تھا۔ اور جس کی تکمیل "خیمۂ حسینؑ" کے سامنے تپتے ہوئے ریگ زار پہ ہونے والی تھی۔

قومِ یوشعؑ نے یہ "بڑا مذبح" اس لئے نہیں بنایا تھا کہ اس کو شہادت گاہِ شبیلیؑ کی بجائے ہم رتبہ کربلا سمجھا جائے۔ اور اسے قربان گاہِ شبیرؑ یقین کر کے اس کی تعظیم و تکریم شروع کر دی جائے — اور — نہ یہ مذبح اس مقصد سے بنایا تھا کہ اس پر سوختنی قربانیاں اور سلامتی کے ذبیحے چڑھائے جائیں۔

لے صحیح و سوختنی، اور سلامتی کے ذبیحے وہی ہیں جن کی تعریف میں خود آلِ محمدؐ نے فرمایا ہے "نحن اهل السلام" ہم تو سلامتی والے ہیں۔ از بسکہ خدا کی قربانگاہ پر یہی اہلِ اسلام ذبح ہوئے تھے۔ اسی لئے صحفِ انبیاء میں ان منسوبین علیہم السلام کو "سلامتی کے ذبیحے" کہا گیا ہے۔

ز محمود گیلانی لے

بلکہ ـــــ یہ مذبح اس غرض سے تعمیر کیا گیا تھا کہ قوم موسٰی اور قوم یوشعؑ کے لوگ، اپنی وراثت اور اسباط سمیت اس کو دیکھیں۔ تو ان کے ایمان و ایقان میں اور زیادہ استحکام پیدا ہو اس امر کا کہ ـــــ وقتی رسول اللہ کا گوشۂ جگر، امام اوّل کا نورِ نظر، زہرۂ خدا ہیں شہادت پانے والا ہے۔ اُس کی قربانی خدا کے خیمے کے سامنے مکمل ہونے والی ہے۔ اور اس شہیدِ اعظمؑ کا ایک ایسا مذبحِ عظیم تعمیر ہونے والا ہے، جو عرشِ بریں سے بھی زیادہ رفیع و دقیق، اعلیٰ و بالا ہو گا ـــــ معلوم ہوا کہ قدسی یوشعؑ کے مذبح کی تکوین، محض ایک گواہی، و شہادت کے لئے تھی حسینؑ کی نسبت، شبیر کی موجودگی کو تازہ کرنے کے لئے تھی۔ خدا کے فرمودات، نبیاء کے ارشادات، مرسلین کے بیانات، صحیفوں کی بشارت کو یاد رکھنے کے لئے تھی!

لیکن ـــــ بنی اسرائیل نے قوم یوشعؑ کے مذبح کی تعمیر کو نہ صرف ناپسند کیا اور وہ نہ صرف اس کی اطلاع پا کر برافروختہ ہوئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے، بلکہ اُن کے دل کانپ اُٹھے۔ وہ خوف سے لرز گئے اور پسینے میں ڈوب گئے ـــــ اس نقلی کربلا، اس شہادت گاہِ حسینؑ کی مثیل، اس قربان گاہِ شبیرؑ کی نظیر نے اسرائیلیوں کی آنکھوں میں آنے والے ایک دردناک عذاب کا منظر دوڑا دیا۔ ایک سزائے الیمہ کا نقشہ ان کی نگاہوں کے سامنے جم گیا ـــــ وہ حسینؑ کے خوف سے۔ وہ شبیرؑ کی تعزیر سے کانپے، کپکپائے۔ فرزندِ رسولؐ کے رعب نے ان کا خون خشک

کی ہدایات کے مطابق اپنے عقیدۂ مودتِ حسینؑ کو اور زیادہ مستحکم بنائیں اور اپنے عہدوں اور میثاقوں کو دُہرا کر رسولِ آخر اور اس کے اہلبیتؑ کے فضائل و محاسن اور حسینؑ کے جذبۂ ایثار و قربانی کو ہر آن زیرِ نگاہ رکھیں۔ تو ــــ بنی اسرائیل کا غصہ و غضب ٹھنڈا ہو گیا۔ اور انہوں نے جنگ و قتال کا بازار گرم نہ ہونے دیا" ــــ ہاں! یہ ضرور ہوا کہ اس کا نام تبدیل کر دیا گیا ــــ اور ــــ "مذبحِ عظیم" کی بجائے اس کا نام "عِیسن" رکھا گیا ــــ یعنی گواہی کو دُہرانے، اور عہد و میثاق کا بار بار اعادہ کرنے والی جگہ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو توراۃ، کتاب یوشعؑ باب ۲۲) [1]

---

[1] ضریح و تعزیہ کے مخالف حضرات قوم یوشعؑ کے اس واقعہ پر غور فرمائیں اور معلوم کریں کہ ہم محبانِ حسینؑ بھی تو اپنے عقیدہ و ایمان کی تازگی و پختگی کیلئے مزارِ حسینؑ اور جنازۂ حسینؑ کی شبیہیں اور تصویریں بناتے ہیں۔ تاکہ ہمارے دل شہادتِ شبیرؑ کی گواہی دیں۔ اس کی بے نظیر قربانی سے اثر پذیر ہوں۔ وعدۂ الٰہیہ کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ بیّناتِ الٰہیہ، بشاراتِ رحمانیہ، ارشاداتِ نبویہ، ہدایاتِ محمدیہ، ارشاداتِ علویہ، تعلیماتِ حسینیہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہیں۔ آیۂ میثاق النبیین اور حکمِ ایفائے عہد ہمارے دین و یقین کو مضبوط بناتا رہے۔ اور ہم حسینؑ اور حسینیت کی والہانہ محبت میں شبیرؑ اور شبیریت کی عاشقانہ مودت میں سرتاپا ڈوب جائیں ــــ قوم یوشعؑ کے اس واقعہ سے یہ راز بے نقاب

(۲ اگلے صفحہ پر)

دیکھ لیا نا آپ نے! کہ ایک مذبح کی تعمیر پر حسینؑ کا کس قدر خوف پیدا ہوا۔ قوم موسیٰ اور قوم یوشع کے دلوں میں، حالانکہ حسینؑ اس مذبح کی تکوین کے سینکڑوں سال بعد عالم شہود میں جلوہ گر ہوا۔ مگر باور کیجئے! کہ حسینؑ جیسا ولادت سے پیشتر تھا۔ ویسا ہی ولادت کے بعد تھا اور ویسا ہی شہادت کے بعد ہے۔ قرنوں اور زمانوں اور عصروں اور ادواروں نے اس میں سرِ مُو فرق نہیں آنے دیا۔ اور اسی لئے ہمارے شاعر نے کہا ہے کہ ؎

وقت کی سب بندشیں تیرے اثر نے توڑ دیں
ہر زمانہ ہو گیا تیرا زمانہ۔ اے حسینؑ!

(فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ؟)

یہ ہے حقیقی حسینؑ: — ہر نقلی حسینؑ کی گردن توڑنے والا، ہر جعلی شبیّر کو ختم کر دینے والا! حسینؑ سے افضل و اشرف بننے والے ہر جھوٹے مدعی کو کیفرِ کردار تک پہنچانے والا حقیقی حسینؑ! جس کی ایک خشمگیں نگاہ نہ صرف نقلی حسینوں اور جعلی شبیروں کو ہمیشہ کے لئے

(بقیہ ص۷۸) ہو کہ سرکار محمدؐ و آلِ محمدؐ کی یاد کو تازہ اور محبت کو پختہ کرنے کے لئے کوئی یادگار قائم کرنا، کوئی شبیہ و تصویر بنانا، کوئی عمارت تعمیر کرنا (امام خانہ وغیرہ) عین سُنّتِ خدا، و سُنّتِ انبیاء ہے۔ حکمِ الٰہی اور حکمِ نبوی کے مطابق ہے۔ جسے دنیا کی کوئی قوت تبدیل نہیں کر سکتی۔ (محمود گیلانی)

ساری شوخیوں اور کبریاؤں، سارے گھمنڈوں اور غروروں کا خلاصہ یہ نہیں ؟ کہ تم ازبسکہ حسینؑ نبیؐ اور علیؑ کے نورالعین کے گستاخ و بے ادب بنے، حسینؑ کے باغی وطاغی بنے۔ حسینؑ کے سرتاب و سرکش بنے، اس لئے خدائے منتقم نے تمہیں مارا، اور بری طرح مارا۔ تمہیں اندھے کنوؤں میں گرا کر ہلاک کیا۔ تمہیں سمندروں اور دریاؤں میں ڈبویا، تمہیں اژدہاؤں اور نہنگوں کی غذا بنایا، تمہیں درندوں اور حیضوں کی نذر کیا، تمہیں عبرتناک موتوں سے مارا ــــ عبرتناک موتوں سے! تاکہ مخلوقِ خدا دیکھے تمہارا انجام، مہلک انجام؛ پھر کوئی شخص رہتی دنیا تک نقلی حسینؑ اور جعلی شبیرؑ بننے کا دعویٰ نہ کر سکے۔

اللہ غنی! کوئی آتا حسینؑ، فاطمہؑ کے قرۃ العین، محمدؐ اور علیؑ کے دلچین جیسا بن کر تو دکھاتے، حسینؑ جیسا ایثار، حسینؑ جیسا کردار، حسینؑ جیسی قربانی، حسینؑ جیسی فداکاری، حسینؑ جیسی جاں بازی، حسینؑ جیسی جوانمردی، حسینؑ جیسی پامردی، حسینؑ جیسی دلاوری تو پیش کرے! ــــ وہ تھا حسینؑ، خاندانِ رسالت کا چشم و چراغ، وہ تھا شجاع ابن شجاع، وہ تھا اسد ابن اسد، ــــ

اللہ اکبر! ــــ اس کی بے مثل شجاعت، اس کی بے مثال شہامت، اس کی بے نظیر بسالت نے جن و انس ہی کے نہیں، ملائکۃ اللہ کو دیدے ... کھولے ... فرشتے دانتوں میں انگلیاں دبا کر

تحیر آمیز تشنّی اٹھانے پر مجبور ہو گئے۔ کہ کون سر فروشِ دنیا میں سر کی بازی لگا رہا ہے؟

العظمۃ للہ! — یہی ہے حسینؑ، یہی ہے شبیر، کہ — قاتل اس کے سینے پر سوار ہے۔ تیغ عدو اس کا پیاس سے سوکھا ہوا گلا کاٹ رہی ہے۔ مگر حسینؑ — دنیا کا دل، اس قیامت خیز وقت اس نازک ترین ساعت میں بھی، شہنشاہ دو عالم کے دربار میں سربسجود ہے۔ موت کی آخری گھڑیوں میں بھی اس کا رُخ ذوریٔ کعبہ عبادت گاہِ بندگی سے نہیں پھرا۔ دشمن کی تلوار اپنا کام کر رہی ہے، حسینؑ اپنا کام کر رہا ہے۔ شمر ملعون کا خنجر مصروفِ عمل ہے مگر حسینؑ کی زبان ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے۔

اللہ اکبر کبیرا! — ذرا سنیئے اور بغور سنیئے، کہ حسینؑ گلا کٹواتے وقت کیا کہہ رہا ہے:—

اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

"پالنے والے! میں نے سب طرف سے توجہ ہٹا کر اپنا رُخ تیری ہی جانب کر لیا ہے — میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت، سب دونوں جہان کے پروردگار، تیرے ہی لئے ہے۔ — میرے مالک! یہ حسینؑ کیا؟ حسینؑ کا سب کچھ ترا ہے۔ اس کا یہ ایک نقصان تیری راہ میں قربان ہے"

قاتل نے کہا ۔۔۔ "حسینؑ! تم پڑھے ہی جا رہے ہو، وظیفہ ہی کئے جاتے ہو ۔۔۔ میری طرف کیوں نہیں دیکھتے؟ ۔۔۔ میرے بازو کیوں نہیں پکڑ لیتے؟ کہ میں تمہیں قتل نہ کر سکوں"
حسینؑ نے پھر بھی قاتل کی طرف نہیں دیکھا ۔ ایک انگلی عرش کی طرف اٹھائی ۔۔۔ اور ایک نگاہ عرش والے پر ڈالی!
حقیقت میں حسینؑ کی یہ آخری نظر ۔۔۔ اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کی، ایک درد بھری تصویر تھی، جس کا مطلب یہ تھا کہ:۔
اے شقی! میں تیری طرف کیوں دیکھوں؟ مجھے رب العرش جو دیکھ رہا ہے، مجھے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اے ظالم! میرا پروردگار سب حالت سے واقف ہے۔ تو اپنے جھوٹے آقاؤں سمیت انشاء اللہ بہت جلد کیفر دار کو پہنچیگا۔
حسینؑ کا گلا کٹ گیا! ۔۔۔ آہ! لاکھ یزیدیوں کے زہریلے تیروں سے ایک ہزار سے زائد زخم کھانے والا حسینؑ جام شہادت نوش کر گیا، مگر ۔۔۔ وہ مر کر بھی نہ مرا، اور اپنی دائمی زندگی کے اعجاز سے ششدر کرتا رہا ۔۔۔ وہ موت کے آغوش میں جا کر حیات جاوید کے جوہر دکھاتا رہا، اور اس خدائی آئین کی تصدیق و توثیق کرتا رہا، کہ ۔۔۔ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احیاء، ۔۔۔

موت آتی نہیں شہیدوں کو حق پرستوں کو، اور سعیدوں کو
جو مجاہد ہیں، مر نہیں سکتے حق کے شاہد ہیں، مر نہیں سکتے
نام اُن کا ہے تا ابد زندہ
ہاں! نہیں رہتا نام بد زندہ

حُسینؑ مظلوم کے پاک لہو کے دھارے پہنچتے ہوئے ریگ زار پر جس طرف بہتے ہیں، "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کا نقش لکھتے جاتے ہیں یعنی ___ حسینؑ کے جسم سے بہنے والا خون بھی اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتا، اور توحید کی تبلیغ کرتا رہا، اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ

شاہ است حُسینؑ و پادشاہ است حُسینؑ
دین است حُسینؑ و دین پناہ است حُسینؑ
سرداد، نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حُسینؑ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّد

عدائے حسینؑ کا دل، قتلِ حسینؑ کے بعد بھی ٹھنڈا نہ ہوا! ___ اُن اشقیائے لعین نے اس کا سر نیزے پر سوار کر دیا، لیکن ___ قرآنِ ناطق کے ناطقِ قرآن فرزند نے شہادت کے بعد بھی اپنے کرامات کو مخفی نہ رکھا ___ حسینؑ کا دھڑ تپتی ہوئی ریت پر، اُدھر مصروفِ تلاوت رہا، اور حسینؑ کا سر نوکِ سناں پر اِدھر کلام اللہ پڑھتا رہا!

حسینؑ بے نظیر ـــــ شبیرِ جہاں گیر، رکھتا تھا۔ بصیرت والی آنکھیں! ـــــ آنکھوں والا دل! ـــــ بیہودہ طبیق ایک چپہ دشمن تھے۔ وہ خود اپنی قتل گاہ کی طرف روانہ ہوا، وہ آپ اپنا جامۂ شہادت پہن پہنچ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ جہاں اس کا نانا استراحت فرما رہا ہے، وہاں خونریزی ہو، وہاں اس کے خون کا یا دو مردوں کے لہو کا ایک قطرہ بھی گرے، مدینہ میں اگرچہ حسینؑ کے قتل کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں، مگر اس نے حرمِ محترم کو چھوڑا، اور اس لئے چھوڑا کہ جن قربانیوں کو اسماعیلؑ اور مسیحؑ نامکمل چھوڑ گئے ہیں، انہیں تکمیل کو پہنچایا جائے۔ پس اس نے میدانِ طف کی طرف مہاریں موڑ لیں اور ریگ زارِ نینوا میں عظیم ترین شہادت پا کر خدائے واحد اور انبیائے صادقین اور سیدالمرسلین اور امام المتقین کے بیان کردہ اُن آیات و بینات، اُن مکاشفات و بشارات کو پورا کیا، جو اس کی قربانی کے متعلق ابتدائے آفرینشِ عالم سے چلی آتی تھیں۔ اور اسی بے مثل قربانی کی بدولت حسینؑ نے تمام دنیا کے اہلِ مذاہب کو اپنا والہ و شیدا، اپنا عاشق و دیوانہ بنا لیا اور ان سے یہ کہلوا کر چھوڑا، کہ ؎

سینے میں دل ہے، دل میں داغ، داغ میں سوز و سازِ عشق
پردہ بہ پردہ ہے نہاں، پردہ نشیں کا رازِ عشق

یہی ہے حقیقی حسینؑ! یہی ہے اصلی شبیرؑ! ـــــ جس

کی جاں نثاری کے دشمن بھی مدح و معترف ہیں! — جو اپنے اعداء سے بھی اپنا لوہا منوا چکا ہے — جو پشت دیرا قدس پر اپنے ننھی لغزش کا سہ بھی کسی وقت جھکوا لیتا ہے!

محمدؐ کے نواسے — علیؑ کے بیٹے — فاطمہؑ کے لاڈلے حسینؑ جیسا حسینؑ تو کوئی لاکر دکھائے جس کی تعریف میں عرش و فرش پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ — لَیسَ نَظِیرُہٗ وَلَا مِثلُ لَہٗ فِی العَالَمِین —

حسینؑ ابن علیؑ کا کوئی جواب نہیں!
حسین بننے کی لاکھوں نے کوششیں کی ہیں!
کوئی بھی بن سکا فرزندِ بوتراب نہیں!

زندہ باد حسینیت
پائندہ باد شبیریت

(محمود گیلانی)

گوہرِ یکتا
حسنین کی مادرِ گرامی۔ دخترِ رسولِ تہامی سیدۃ النساء
فاطمۃ الزہراؑ کی شان وفضیلت میں حضرت سلیمانؑ
بن داؤدؑ کی گراں قدر پیش گوئی مع
دیگر بشاراتِ جلیلہ
وہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہوگی
وہ خیرِ العقول طریق سے پیدا ہوگی
وہ پُرجلال اور طیبہ وطاہرہ ہوگی
وہ حق کی پیامبر اور علمبردار ہوگی
وہ معصومہ، مغمومہ، مظلومہ ہوگی
وہ باپ اور شوہر کے کردار کا آئینہ ہوگی
وہ دو مظلوم بیٹوں کی ماں ہوگی
وہ پہلو میں زخم کھانے والی ہوگی
جناب حکیم سید محمود گیلانی محققِ لاثانی کی تازہ ترین تحقیقِ انیق
(ناشر و مشتہر)
ادارۂ تحقیقاتِ حیدری
بکھو بھٹی (سیالکوٹ) پاکستان

مہامنیؑ اور آلیؑ

ویدوں اور شاستروں میں جناب رسولِ آخرؐ و امامِ اوّلؑ

محمدؐ اور علیؑ (علیہما السلام)

(کے)

عجیب الاثر ایمان افروز فضائل و شمائل

از قلم

جناب محقق لاثانی حکیم سید محمود گیلانی

ناشر:

ادارہ تحقیقاتِ حیدری

بھکھو بھٹی (سیالکوٹ) مغربی پاکستان

برہم اُتر کھنڈ

نفوسِ خمسہ نجباء یعنی حضور پنجتن پاک کے فضائل و محاسن میں

اہلِ ہنود کے مہارشی شری مہادیو جی کی عظیم القدر بشارت

"انہوں نے بے ہوشی پر پڑے اپنی اہلیہ محترمہ پاربتی جی کو
اپدیش دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا:
کہ — محمدؐ — علیؑ — فاطمہؑ — حسنؑ حسینؑ
کی محبت اور اطاعت ہی میں اہلِ عالم کی نجات مضمر ہے"

از تحقیقات انیقہ

جنابِ محققِ ربانی حکیم سید محمود گیلانی صاحب مدظلہ

ہندو مہاتما کی بیان کردہ آلِ محمدؐ کی فضیلت و عظمت
پڑھنے کے لائق ہے!

ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ حیدریؑ

[illegible] سیالکوٹ پاکستان

ادیانِ عالم میں چہاردہ معصومینؑ کا تذکرہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور معصومین المقدسینؑ کی جو تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے۔ وہ آفتاب تاباں کی طرح روشن ہے۔ لیکن کلام اللہ المجید کے علاوہ تمام دیگر ادیان و مذاہب کی مقدس کتابوں میں بھی سرکارِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی عظمت، فضیلت اور حرمت کے تذکرے پائے جاتے ہیں۔ اور تمام اقوام و ملل کے پیغمبران گرامی نے چہاردہ معصومینؑ کے ظہورِ پُر نور اور فضائل و شمائل کے متعلق بشارتیں دی ہیں۔ ایسی ہی گرانقدر چیزوں کی تحقیق و تدقیق اور اشاعت کے لئے "ادارہ تحقیقات حیدری" قائم کیا گیا ہے۔ جو انشاء اللہ ادیانِ عالم کے علوم مخفیہ کو منظرِ عام پر لا کر حضور نفوسِ نجباء کے مکارم و محاسن کو پیش کرتا رہے گا۔ پس مومنین کرام کا دینی اور ملی فرض ہے۔ کہ وہ ادارہ موصوف سے تعاون فرمائیں۔ اور اس کا تحقیقی لٹریچر خرید کر غیر شیعہ اور غیر مسلم حضرات میں مفت تقسیم کریں۔ یہ ایک خاموش تبلیغ ہے۔ جس کا اجر جزیل بارگاہ الٰہی اور دربار معصومینؑ سے ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔